AALAMI MAJLISE TAHAFFUZE KHATME NUBUWWAT AND ITS SERVICES

An Introduction

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

۱۵	۱۳ تا ۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ مطابق ۳۱ مئی تا ۶ جون ۱۹۹۶ء	۱

اسلام تازہ دم ہے،
کاش!
مسلمان بھی تازہ دم ہوتے

عیسائی مبلغوں کا
قبول اسلام

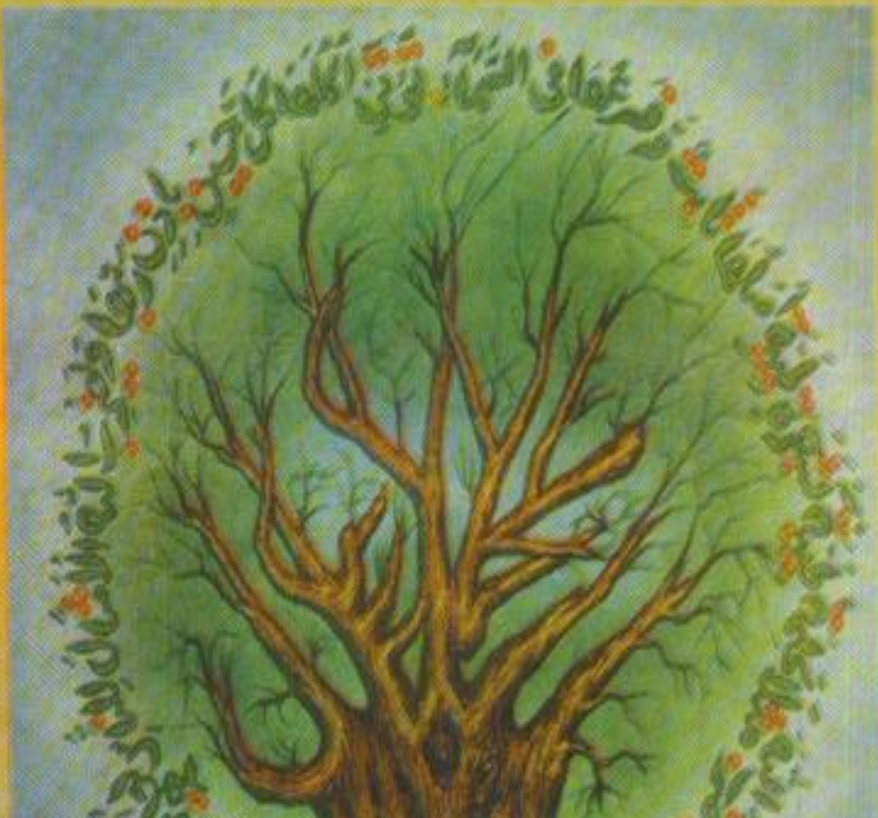

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار

آپ کے مسائل

مولانا مفتی منیر احمد اخون

سینٹ کا استعمال

سوال .... میرا پشاور میں پنساری وغیرہ کا سامان فروخت کر رہا ہوں غیر ملکی سامان میں (اسپرے عطر سینٹ) آتے ہیں۔ جس پر الکحل مندرج ہوتا ہے اس کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ الکحل شراب کو کہتے ہیں یعنی اس میں شراب کی ملاوٹ ہے تو اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا کاروبار کیسا ہے حرام تو نہیں ہے اور اگر یہ سینٹ عطر یا سپرے کپڑوں پر لگائے تو اسی کپڑوں پر نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب .... اسپرے اور سینٹ میں ڈالا جانے والا الکحل کھجور اور انگور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً "گندھک" شہد" دانہ وغیرہ کا ہے تو اس کو استعمال کرنا" بیچنا" اور کپڑوں میں لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ بصورت دیگر الکحل کھجور اور انگور سے تیار کردہ اسپرے اور سینٹ میں شامل ہو تو اس کو استعمال کرنا اور بیچنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ شراب بیچنا اور استعمال کرنا حرام ہے۔

(ملتقط از فقہی مقالات ج ا ص ۲۵۳)

کوکا کولا۔ پیپسی کولا کا حکم

سوال — آج ہمیں ماہنامہ "الاسلام" برطانیہ ملا بس میں پیپسی کولا اور کوکا کولا وغیرہ کے تمام مشروبات میں شراب شامل ہے لکھا ہے کہ اگر واقعی ایسا ہے تو آنجناب کو بذریعہ ماہنامہ بینات ہفت روزہ ختم نبوت و دیگر اخبارات کے ذریعہ مسلمانوں کو آگاہ فرمانا چاہئے بلکہ سعودی عرب کی حکومت کو بھی آگاہ کرنا چاہئے کہ حج کے موقعہ پر یہ مشروبات لاتعداد مقدار میں تقسیم ہوتے ہیں اور حج کی حالت میں بحالت احرام مکہ معظمہ منیٰ عرفات اکثر تعداد حجاج کرام ان مشروبات کو استعمال کرتی ہے۔

(حافظ نذیر احمد گوجرانوالہ)

جواب — کوکا کولا" پیپسی کولا اور دوسری مشروبات جن میں الکحل شامل ہوتا ہے ان کو استعمال کرنا جائز ہے اس لئے کہ امام ابو حنیفہ" اور امام ابو یوسف رحمہا اللہ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دوا کے یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال

باقی صفحہ ۲۲ پر

جبار کارپیٹس

ڈیلرز

زینت کارپیٹ ● مون لائٹ ● پاک پنجاب کارپیٹ

یونائیٹڈ کارپیٹ ● وینس کارپیٹ ● اولمپیا کارپیٹ

PH: 6646888 - 6647655

FAX: 092-21-521503

مساجد کیلئے خاص رعائت

۳۔ این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جے

برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۱۳ تا ۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
مطابق ۳۱ مئی تا ۶ جون ۱۹۹۶ء

شمارہ ۱ جلد ۱۵

REGD. NO.SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

کاتب ونرئین
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

آپ کے مسائل ۲
کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان
------فیصلے اور قراردادیں------ ۴
قادیانی غیر مسلم ہیں دوسری قسط ۶
عیسائی مبلغوں کا قبول اسلام ۹
حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام ۱۱
اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار ۱۳
امیر المومنین عمر بن الخطابؓ ۱۸

قیمت ۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی
اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت — الائیڈ بینک، حضوری باغ روڈ برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۳۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON, SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ۔ طابع: سید شاہد حسن ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت: ۱۰۳ برنس روڈ (رومن کراچی)

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

------فیصلے اور قراردادیں------

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر میں تحریک ختم نبوت کو از سر نو منظم کرنے اور ہر سطح پر مجالس عمل کی تشکیل کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ آج مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے سربراہوں کے اجلاس میں کیا گیا جو دفتر ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور میں مولانا خواجہ خان محمد کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس سے سینیٹر قاضی حسین احمد' مولانا محمد اجمل خان' ڈاکٹر اسرار احمد' جنرل (ر) محمد حسین انصاری' لیاقت بلوچ' قاری عبدالحمید قادری' مولانا سید محفوظ شاہ مشہدی' مولانا سعید احمد اسعد' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا زاہد الراشدی' پروفیسر خالد شبیر احمد' سردار محمد لغاری' سید محمد کفیل بخاری' حافظ محمد ریاض درانی' مولانا اللہ وسایا قاسم' مولانا محمد اسحاق سلیمی' مولانا عبدالمالک خان' مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری' حافظ عبدالرحمن مدنی' میاں محمد جمیل' اعجاز احمد چوہدری' صاحبزادہ عبدالرؤف قریشی' عبداللطیف خالد چیمہ' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا محمد اورنگ زیب اعوان اور مولانا محمد امجد خان نے شرکت کی۔

اجلاس میں مرکزی مجلس عمل کے تنظیمی ڈھانچے کا فیصلہ کیا گیا جس کے مطابق مولانا خواجہ خان محمد صدر اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی' قاری عبدالحمید قادری' علامہ علی غضنفر کراروی' نائب صدور ہوں گے جبکہ سردار محمد خان لغاری کو سیکریٹری جنرل مولانا اللہ وسایا کو رابطہ سیکریٹری' مولانا زاہد الراشدی سیکریٹری اطلاعات اور عبداللطیف خالد چیمہ کو ڈپٹی سیکریٹری اطلاعات منتخب کیا گیا۔ اس کے علاوہ جناب لیاقت بلوچ کی سربراہی میں دستور کمیٹی قائم کی گئی۔ جو مجلس عمل کا مستقل دستوری نظام وضع کرے گی' دستور کمیٹی میں مولانا زاہد الراشدی' سردار محمد خان لغاری' جنرل (ر) محمد حسین انصاری' مولانا اللہ وسایا' علامہ علی غضنفر کراروی' سید ضیاء اللہ شاہ بخاری' حافظ عبدالرحمن مدنی اور انجینئر سلیم اللہ خان شامل ہیں۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۷ر جون جمعۃ المبارک کو ملک بھر میں یوم مطالبات منایا جائے گا۔ اور اس موقع پر خطبات جمعہ و دیگر اجتماعات میں تحریک ختم نبوۃ کے مطالبات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس کے علاوہ اگلے تین ماہ کے دوران کاموکی' کوٹلی' میرپور آزاد کشمیر' پشاور' گوجرانوالہ' سرگودھا' ملتان اور سکھر میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی اور مرکزی مجلس عمل کے راہنماؤں کا وفد ملک کے مختلف شہروں کا دورہ کرے گا۔ اجلاس میں طے پایا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں کے وفد کی لاہور آمد کے موقع پر مرکزی مجلس عمل کا ایک وفد اس سے ملاقات کرکے قادیانی مسئلہ اور تحفظ ناموس رسالت کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات سے انہیں آگاہ کرے گا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادوں کی منظوری دی گئی۔

○ .... **قادیانی امت کو دعوت** کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام "قومی ختم نبوت کونشن" امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ' متفقہ فیصلہ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کے دستوری فیصلہ سے قادیانی امت کے مسلسل انحراف کو ہٹ دھرمی اور بے جا ضد قرار دیتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ قادیانی گروہ عالمی استعمار کی شہ پر امت مسلمہ کو مسلسل الجھائے رکھنے اور نئی پود کو ذہنی انتشار کا شکار بنانے کے لئے جان بوجھ کر یہ صورت حال قائم رکھے ہوئے ہے ورنہ اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ قادیانی گروہ امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں واپس آجائے اور اگر ایسا اس کے مقدر میں نہیں ہے تو اپنے نئے مذہب کے لئے الگ نام اور شناخت اختیار کرکے غیر مسلم اقلیت کی دستوری حیثیت کو قبول کرلے تاکہ دھوکہ اور اشتباہ کی فضا سے نکل کر وہ اپنے مسلمہ حقوق کا تحفظ کرسکے۔

قومی ختم نبوت کونشن یقین دلاتا ہے کہ اجماعی عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر امت مسلمہ میں واپس آنے والے قادیانی گروہ یا افراد کا پرجوش خیر مقدم کیا جائے گا۔ اور علماء امت اور پارلیمنٹ کے فیصلے کی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت کی حیثیت قبول کرنے کی صورت میں قادیانی گروہ کے تمام اقلیتی حقوق کے تحفظ کی مکمل حمایت کی جائے گی۔

○ .... **مغربی لابیوں اور حکومتوں کی مداخلت** قومی ختم نبوت کونشن قادیانی مسئلہ اور توہین رسالت کی سزا کے قانون کے بارے میں امریکہ اور دیگر مغربی

حکومتوں اور اداروں کی مسلسل مداخلت کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیتا ہے جس میں توہین رسالت کی سزا کے قانون اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی و قانونی اقدامات کو ہدف تنقید بناتے ہوئے ان کی منسوخی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کنونشن پاکستان کے غیور مسلمانوں کے ان جذبات کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ امریکہ اور دیگر مغربی حکومتیں اور ادارے اس قسم کے رپورٹوں اور مطالبات کے ذریعے پاکستان کے اسلامی تشخص کو مجروح کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ان کے بنیادی عقائد اور مذہبی احکام پر عمل سے روکنا چاہتے ہیں جو کہ بنیادی مذہبی حقوق کے منافی ہے اور قطعی طور پر ناقابل برداشت ہے۔ کنونشن قادیانی مسئلہ' توہین رسالت کی سزا کے قانون اور دیگر مذہبی معاملات کے بارے میں امریکی وزارت خارجہ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹوں کو یک طرفہ اور معاندانہ قرار دیتے ہوئے مسترد کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ اور واضح کر دینا چاہتا ہے کہ پاکستان کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں امریکہ سمیت کسی بھی ملک یا ادارے کی مداخلت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

○ ۔ **حکومت پاکستان کا طرز عمل** قومی ختم نبوت کنونشن قادیانی مسئلہ اور توہین رسالت کی سزا کے قانون کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کے معذرت خواہانہ طرز عمل پر شدید احتجاج کرتا ہے۔ اور عالمی اداروں کے مطالبہ پر حکومت پاکستان کے اس جواب کو دستور پاکستان سے انحراف قرار دیتا ہے' چونکہ حکومت کے پاس اسمبلی میں دو تہائی اکثریت نہیں ہے' اس لئے وہ ان قوانین میں ترمیم کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت پاکستان مغربی اداروں اور حکومتوں کے موقف اور مطالبہ سے متفق ہے اور وہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور توہین رسالت کی سزا کے قانون کو ختم کرنا چاہتی ہے لیکن اس کے پاس اسمبلی میں مطلوبہ اکثریت نہیں ہے جس کی وجہ سے ایسا کرنا اس کے لئے مشکل ہے۔ قومی ختم نبوت کنونشن حکومت کے اس موقف کو دستور کے تقاضوں کے منافی سمجھتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرے اور مغربی حکومتوں اور لابیوں کے مطالبات پر معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرنے کی بجائے پاکستان کے غیور مسلمانوں کے عقائد و روایات کے تحفظ اور دستور پاکستان کے تقاضوں کی پاسداری کی ذمہ داری پوری کرے اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون' اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر مکمل طور پر درآمد کا اہتمام کرے۔

○ **.... اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق** قومی ختم نبوت کنونشن اقلیتوں کے لئے دوہرے ووٹ کی حکومتی تجویز کی دو قومی نظریہ کی نفی قرار دیتا ہے جس پر برصغیر میں قیام پاکستان کی جدوجہد استوار کی گئی اور ایک نئی مسلم مملکت کا وجود عمل میں لایا گیا۔ کنونشن یہ سمجھتا ہے کہ اقلیتوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کر کے پاکستان کے اسلامی تشخص اور قیام پاکستان کے جواز کو ختم کرنے کی عالمی سطح پر سازش کی جارہی ہے اور اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کے حق کی حکومتی تجویز بھی اسی مہم کا حصہ ہے۔ قومی ختم نبوت کنونشن اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ اگر حکومت نے اس قسم کی کسی تجویز پر عملدرآمد کی کوشش کی تو رائے عامہ کی منظم قوت کے ساتھ اس کی پر زور مزاحمت کی جائے گی اور ایسی کسی کارروائی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

○ **.... قادیانی جارحیت کے واقعات** قومی ختم نبوت کنونشن ملک کے مختلف حصوں میں قادیانی اقلیت کے جارحانہ اقدامات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے جن میں دوالمیال ضلع چکوال' اور محمد' نزد ہلال پور سرگودھا' چک نمبر۹ نزد ہڑپہ ضلع ساہیوال' منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور اور پیلو وائس ضلع خوشاب کے واقعات بطور خاص قابل ذکر ہیں جہاں قادیانیوں نے مسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور بلاوجہ اشتعال کی فضا پیدا کی۔ قومی ختم نبوت کنونشن یہ سمجھتا ہے کہ قادیانی گروہ ملک کے مختلف مقامات پر جان بوجھ کر اس قسم کے حالات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کنونشن قادیانیوں کو خبردار کرتا ہے کہ ان کی اس قسم کی حرکات کا دائرہ صرف ان کے مقاصد تک محدود نہیں رہے گا اگر اس طرح کی کارروائیاں جاری رہیں تو ملت اسلامیہ کی طرف سے ان کے ردعمل کا سامنا کرنا تو خود قادیانیوں کے لئے ملک کے کسی بھی حصے میں مشکل ہو جائے گا اس لئے قادیانی گروہ کی قیادت کو چاہئے کہ وہ اس طرز عمل کے نتائج کا بروقت اندازہ کرتے ہوئے اس پر نظر ثانی کرے۔ نیز حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس صورت حال کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور معاملات کو ملک گیر سطح پر بگڑنے سے روکنے کے لئے قانونی اقدامات کرے۔

○ **.... لاہور ہائی کورٹ کا قادیانی جج** قومی ختم کنونشن ان اطلاعات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں قادیانی جج اسلام بھٹی کو مستقل جج کی حیثیت دی جارہی ہے۔ کنونشن یہ سمجھتا ہے کہ جو گروہ دستور پاکستان کے واضح فیصلے کو مذہبی طور پر تسلیم کرنے سے انکاری ہے اس کے کسی فرد کو اسی دستور کے تحت ہائی کورٹ میں بطور جج یا کسی دستوری ادارے کے عہدہ دار کے طور پر مقرر کرنا خود دستور پاکستان کی توہین ہے۔ اس لئے کنونشن مطالبہ کرتا ہے کہ مسٹر اسلام بھٹی کو ہائی کورٹ کا جج مقرر کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے اور دستور کو تسلیم کرنے کے واضح اعلان تک قادیانی گروہ کے کسی فرد کو ملک کے کسی بھی کلیدی عہدہ پر مقرر نہ کرنے کا اعلان کر کے دستور پاکستان کے احترام کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ (رپورٹ عبداللطیف خالد چیمہ)

مولانا محمد زاہد الراشدی

گزشتہ سے پیوستہ

مذاہبِ عالم کے مُسلّمہ اصول کے مطابق ہر پہلو سے

قادیانی غیر مسلم ہیں

مرزا طاہر احمد کے نام کھلا خط اور قادیانی جوابات کا ایک جائزہ

مسلمان فرقوں کی باہمی تکفیر

ایس این احمد صاحب ابو نعمان صاحب اور محمد احمد حامی صاحب نے مسلمان فرقوں کی باہمی تکفیر کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ بہت سے مسلمان گروہ ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں اور اگر سارے فتوے اکٹھے کر لئے جائیں تو کوئی گروہ بھی مسلمان نہیں بچتا اس لئے اگر قادیانی گروہ کو بھی علماء نے کافر کہہ دیا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

یہ نکتہ بھی گہرے تجزیے اور توجہ کا متقاضی ہے کیونکہ ایک عام مسلمان کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھتا ہے کہ بہت سے گروہ ایک دوسرے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں آخر ان فتوؤں کی حقیقت کیا ہے؟ اور اگر یہ فتوے کار آمد نہیں تو قادیانیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ اس قدر کار آمد کیوں ہے؟

اس سلسلہ میں دو نکات غور طلب ہیں ایک یہ کہ ایک فریق دوسرے فریق کو جن وجوہ کی بنا پر کافر قرار دے رہا ہے۔ وہ وجوہ کفریہ ہیں یا نہیں؟ دوسرا یہ کہ جس فریق پر ان وجوہ کے ارتکاب کا الزام عائد کیا گیا ہے اس بارے میں اس کا موقف کیا ہے؟ اگر وجوہ کفریہ ہیں اور متعلقہ فریق ان کے ارتکاب کا اعتراف کرتا ہے تو کفر کے فتوے کے لاگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو گا فتویٰ یقیناً "نافذ العمل ہو گا لیکن اگر بیان کردہ وجوہ تکفیر کے لئے کافی نہیں یا متعلقہ فریق ان وجوہ کے ارتکاب کو تسلیم نہیں کرتا تو قانون کے مسلمہ اصول کے مطابق ملزم کو شبہ کا فائدہ ملے گا" شبہ کا فائدہ عدالتوں سے بے شمار ملزموں کو بری کراتا ہے۔ لیکن یہ فائدہ ملتا اسی ملزم کو ہے جو شبہ کا محل ہو اور جہاں شبہ کی گنجائش موجود ہو اور جہاں یہ گنجائش نہ ہو وہاں کوئی عدالت کسی ملزم کو محض شبہ کے لفظ سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتی۔

پاکستان کے دو بڑے مذہبی گروہوں دیوبندی اور بریلوی کی باہمی تکفیر کو بطور مثال سامنے رکھ لیجئے جن بریلوی علماء نے دیوبندیوں کی تکفیر کا فتویٰ دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی پائی جاتی ہے اس لئے وہ کافر ہیں اس فتویٰ میں بریلوی مدعی ہیں اور دیوبندی ملزم ہیں جبکہ دیوبندی علماء کا موقف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کو ہم بھی کفر سمجھتے ہیں مگر ہمارے بعض بزرگوں کی جن عبارات کو گستاخانہ قرار دیا جارہا ہے۔ ان کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے درحقیقت وہ گستاخانہ نہیں ہیں اس تنازعہ میں اصول پر دونوں فریق متفق ہیں کہ گستاخی رسول بہرحال کفر ہے البتہ بعض عبارات پر اس کی تطبیق میں اختلاف ہے اس لئے اسے اصول کا نہیں بلکہ تعبیر کا اختلاف قرار دیا جائے گا۔ اس طرح دیوبندی علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک و کفر ہے اور بعض بریلوی علماء ایسے عقائد کا اظہار کرتے ہیں جو اس کی زد میں آتے ہیں اس لئے ایسے عقائد رکھنے والے کافر ہیں اس جھگڑے میں دیوبندی مدعی ہیں اور بریلوی ملزم ہیں جبکہ بریلوی علماء کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا ہمارے نزدیک بھی شرک ہے لیکن ہمارے جن عقائد کو شرکیہ قرار دیا جاتا ہے وہ شرک نہیں ہیں یہاں بھی اصول پر دونوں فریق متفق ہیں مگر ان کی تطبیق و تعبیر پر اختلاف ہے۔

دونوں معاملات پر پھر غور فرمایئے اصول پر کوئی اختلاف نہیں ہے دونوں جگہ تطبیق و تعبیر پر اختلاف ہے ایک فریق تطبیق کا دعویدار ہے دوسرا اس سے انکار کرتا ہے ایسی صورت میں دنیا کی کسی بھی انصاف پسند عدالت میں چلے جایئے وہ دونوں فریقوں کو شک کا فائدہ دے گی اور دونوں فتوے اپنی جگہ اصولاً" درست ہونے کے باوجود ایک دوسرے پر لاگو نہیں ہوں گے۔

اس کے برعکس مسلمان اور قادیانیوں کے تنازعے کی صورت حال اس سے یکسر مختلف ہے یہاں مسلمان مدعی ہیں اور ان کا موقف ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت اور وحی کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے چونکہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس لئے وہ اور ان کے پیروکار کافر ہیں جبکہ قادیانی اس مقام پر ملزم ہیں اور دوسرے سے اس اصول کو ہی تسلیم نہیں کر رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے اس لئے قادیانیوں سے مسلمانوں کا اختلاف

تطبیق، تعبیر کا نہیں بلکہ اصول کا ہے اور قادیانیوں کی پوزیشن اس ملزم کی سی ہے جو عدالت میں کھڑے ہو کر اس قانون کو ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دے جس کے تحت اسے ملزم ٹھہرایا جا رہا ہے اور سرے سے قانون کو چیلنج کر دینے والے کسی ملزم کو دنیا کی کوئی عدالت شک کا فائدہ نہیں دیا کرتی۔

دونوں صورتوں کا فرق ایک بار پھر ذہن میں تازہ کر لیجئے ایک طرف وہ ملزم ہے جو قانون کو تسلیم کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کے الزام کو تسلیم نہ کرتے ہوئے اپنا دفاع کر رہا ہے اور دوسری طرف وہ ملزم ہے جو خلاف ورزی کا علی الاعلان اعتراف کرتے ہوئے قانون کے وجود کو چیلنج کر رہا ہے اس لئے قادیانیوں کے مسئلہ کو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں پر قیاس کرنا اور قادیانیوں کی تکفیر کو مسلمانوں کی باہمی تکفیر کے فتوؤں کے بہانے گول کرنے کی کوشش کرنا انصاف کے تقاضوں کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

قادیانیوں کی جداگانہ حیثیت

راقم الحروف نے اپنے خط میں مرزا طاہر احمد کو مشورہ دیا ہے کہ چونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ وہ مسلمانوں سے الگ مذہب رکھتے ہیں اس لئے ان کی معقولیت کا راستہ یہی ہے کہ وہ "غیر مسلم اقلیت" کی حیثیت کو قبول کریں اور اس طور پر انہیں جو مسلّمہ حقوق حاصل ہونے چاہئیں ان کا تحفظ کریں۔ اس مشورہ پر کم و بیش سب مضمون نگاروں نے غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے لیکن یہ غیظ و غضب قطعی طور پر بے جا ہے کیونکہ جب یہ بات فریقین کے ہاں طے شدہ ہے کہ دونوں کا مذہب ایک نہیں ہے تو اسلام کا نام اور اس کی مخصوص مذہبی علامات دونوں میں سے ایک فریق ہی استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ چودھری ظفر اللہ خان نے قائد اعظمؒ کے جنازے کے حوالے سے صاف گوئی کے ساتھ کہہ دیا تھا کہ "مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے" اب اس نکتہ پر غور کر لیا جائے کہ اسلام کے نام اور اصطلاحات و شعائر پر دونوں میں سے کس کا حق بنتا ہے؟ ایک فریق چودہ سو برس سے یہ نام اور اصطلاحات استعمال کر رہا ہے اور دوسرا فریق ایک صدی سے اس کا دعویدار ہے دنیا کی کسی بھی عدالت یا فورم میں یہ مسئلہ لے جائیے اس کا فیصلہ یہی ہو گا کہ جو فریق چودہ سو برس سے ایک نام اور علامات کے ساتھ متعارف چلا آ رہا ہے۔ دوسرے فریق کو اس کا نام اور علامات استعمال کرنے کا حق نہیں ہے اور قادیانی دوستوں کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ قادیانیوں کی جداگانہ حیثیت اور ان کے لئے اقلیتی حقوق کا مطالبہ صرف علامہ محمد اقبال اور پاکستانی قوم کا نہیں خود قادیانی لیڈر مرزا بشیر الدین محمود یہ مطالبہ کر چکے ہیں جیسا کہ قادیانی آرگن "الفضل" نے ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء کی اشاعت میں مرزا بشیر الدین محمود کا یہ بیان شائع کیا ہے کہ

"میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس افسر نے کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو اس پر میں نے کہا پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے علیحدہ حقوق تسلیم کئے گئے ہیں اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں"

یہاں یہ نکتہ بطور خاص قابل توجہ ہے کہ قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اپنے لئے اقلیتی حقوق کی درخواست کر رہے ہیں لیکن انگریز افسر انہیں یہ لقمہ دے رہا ہے کہ اقلیتی حقوق کی بجائے مذہبی فرقہ کی پوزیشن پر ڈٹے رہو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پردہ سکرین کی پیچھے اصل ہدایت کار کون ہے اور وہ کون سی قوت ہے جو قادیانیوں کو الگ مذہب کے پیروکار ہونے کے باوجود مسلمانوں کی صفوں میں بہر حال شامل دیکھنا چاہتی ہے۔

اس لئے قادیانیوں کو اپنے لئے جداگانہ حیثیت اور اقلیتی حقوق کے سوال پر ناراض نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے اپنے الگ مذہب کا منطقی نتیجہ سمجھ کر خوش دلی کے ساتھ قبول کر لینا چاہئے کیونکہ اس کے سوا ان کے لئے معقولیت کی اور کوئی راہ باقی نہیں رہی۔

نام بگاڑنے کی شکایت

ربوہ کے چودھری محمد صدیق صاحب نے بذریعہ ڈاک اپنے قلمی جواب میں یہ شکایت کی ہے کہ قادیانیوں نے اپنے لئے "مسلم احمدیہ جماعت" کا نام پسند کیا ہے تو ہم انہیں قادیانی گروہ یا مرزائی کہہ کر نام کیوں بگاڑتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں کسی کا نام بگاڑنے سے منع کیا گیا ہے۔

چودھری صاحب کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ اصول کہیں بھی تسلیم شدہ نہیں ہے کہ ہر شخص یا گروہ کو مطلقاً" حق حاصل ہے کہ وہ جو چاہے نام رکھ لے اسے بہر حال اسی نام سے پکارا جائے گا بلکہ اگر کوئی شخص یا گروہ اپنے لئے کوئی ایسا نام اختیار کرتا ہے جس سے کسی دوسرے شخص یا گروہ کے تعارف اور پہچان میں فرق آتا ہو تو متاثرہ فریق کو اعتراض کا حق حاصل ہے اس سلسلہ میں نام اور ٹریڈ مارک کی رجسٹریشن کے مستقل قوانین دنیا کے ہر ملک میں موجود ہیں جن کا مقصد ہی نام اور پہچان کا تحفظ اور کسی شخص کا یا گروہ کو دوسرے کے نام اور پہچان سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے روکنا ہے مثلاً" ہمارے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے اگر دنیا کا کوئی اور ملک اپنے لئے یہ نام پسند کرے اور اپنا تعارف اس نام سے کرائے تو ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے

اور دنیا کی انصاف پسند اقوام اس کے بجائے ہمارا ساتھ دیں گی اسی طرح راقم الحروف گوجرانوالہ سے الشریعہ کے نام سے ایک سہ ماہی علمی مجلہ شائع کرتا ہے جس کی رجسٹریشن موجود ہے اب اور کوئی صاحب اس نام سے پرچہ شائع کریں گے تو مجھے اعتراض کا حق ہوگا اور قانون اس بارے میں میرا ساتھ دے گا۔

پھر یہ بات بھی چودھری صاحب موصوف سے مخفی نہیں ہوگی کہ کسی دوسرے کی شناخت پر اثر انداز ہونا اور اس کے نام اور ٹریڈ مارک کو اپنے لئے استعمال کرنا قانون کی نظر میں دھوکہ اور فراڈ کہلاتا ہے اس لئے اس پس منظر میں انسانی حقوق کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو معاملہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ سے برعکس ہوجاتا ہے کیونکہ عملاً" صورت یہ ہے کہ قادیانی گروہ الگ مذہب رکھتے ہوئے بھی مسلمانوں کا نام اور ان کی مذہبی اصطلاحات اور علامات استعمال کر کے دنیا کے تمام مسلمانوں کی شناخت کو خراب کر رہا ہے جس سے قادیانیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی شناخت کا بنیادی حق مجروح ہو رہا ہے اس لئے ہم ان کے لئے مسلم کا لفظ استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں چودھری صاحب کی خدمت میں دوسری گذارش یہ ہے کہ مرزائی کا لفظ ان کے لئے ہم نے وضع نہیں کیا بلکہ یہ نام خود ان کے بزرگوں میں عزت افزائی کے معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے جیسا کہ قادیانی اخبار بدر نے ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں نقل کیا ہے کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں قادیان کے سالانہ جلسہ میں مرزا صاحب کے ایک ساتھی کی تعریف میں قصیدہ پڑھا گیا جس کا ایک شعر یہ ہے کہ "

کیا ہے راز طشت ازبام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

اس لئے قادیانی حضرات کو قادیانی یا مرزائی کہلانے پر ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

چشتی صاحب کے دو سوال

ہفت روزہ بصارت نے ایک مضمون "چشتی" کے نام سے بھی شائع کیا ہے مگر چشتی صاحب موصوف کا نام درج نہیں ہے صرف "سنی تحریک کا ادنیٰ کارکن" کے طور پر انکا تعارف کرا کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ کسی بریلوی دوست نے لکھا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے' مضمون نگار کا نام موجود نہ ہونا اور انداز تحریر صاف طور پر بتا رہا ہے کہ اس بندوق کے لئے چشتی نام کا صرف کندھا استعمال کیا گیا ہے' خیر ہمیں اس سے غرض نہیں چشتی صاحب موصوف نے ایک تو یہ ریمارکس دیئے ہیں کہ "دیوبندی اور قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں" ان ریمارکس کو ہم کسی تبصرے کے بغیر تاریخ کی عدالت کے سپرد کر رہے ہیں کیونکہ تاریخ کی سکرین اتنی مدہم نہیں ہے کہ اس کا فیصلہ آسانی کے ساتھ پڑھا نہ جاسکے البتہ چشتی صاحب کے دو سوالات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے ایک یہ کہ راقم الحروف نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ نئی نبوت اور نئی وحی کی بنیاد پر جس طرح عیسائیت' یہودیت سے الگ مذہب ہے یا اسلام عیسائیت سے الگ مذہب ہے اسی طرح نئی نبوت اور وحی کی بنیاد پر قادیانیت بھی اسلام سے الگ مذہب ہے اس پر چشتی صاحب کو اعتراض ہے کہ کیا زاہد الراشدی یہ کہلاوار نہیں کر رہے بلکہ یہودیت' عیسائیت اسلام اور قادیانیت سچائی کے اعتبار سے ایک ہی صف میں کھڑے ہیں اور اس لئے وہ سچے مذاہب کے ساتھ قادیانیت کو شامل کر رہے ہیں"

چشتی صاحب سے گذارش ہے کہ میں نے اپنے خط میں سچائی کے حوالہ سے سرے سے بحث ہی نہیں کی میں نے تو مذاہب کے وجود کی بات کی ہے اور کسی مذہب کے وجود کو تسلیم کرنا اس کو سچا تسلیم کرنے کے مترادف ہرگز نہیں ہے اب سکھ مذہب ایک وجود رکھتا ہے اسلام کے بعد پیدا ہوا ہے۔ اس کے بانی گورونانک مسلمان صوفیاء سے بھی متاثر ہیں' انہوں نے ایک مذہب کی بنیاد رکھی' انہیں پیروکار مل گئے اور مذہب کا وجود قائم ہوگیا ہم اس مذہب کا وجود تسلیم کرتے ہیں اور جب مذاہب کا ذکر کرتے ہیں تو یہودیت عیسائیت اور اسلام کے ساتھ سکھ مذہب کا ذکر بھی اسی طرح کرتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ سکھ مذہب کو ہم نے سچے مذاہب میں شمار کرلیا ہے' اسی طرح قادیانیت ایک الگ مذہب ہے اس کے لاکھوں پیروکار ہیں' اس کا وجود ایک نظر آنے والی حقیقت ہے لیکن اس کا مطلب سچا مذہب ہونا نہیں ہے سچا جھوٹا ہونا الگ بحث ہے اور مختلف مذاہب کا وجود اور ان کے باہمی تعلقات کا دائرہ کار اس سے بالکل مختلف معاملہ ہے اگر چشتی صاحب کو یہ فرق محسوس نہ ہوتو اس کا کیا علاج ہے۔ چشتی صاحب کا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم جو قادیانیوں سے الگ نام اور مذہبی شعائر اختیار کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں تو کیا یہودیوں نے عیسائیوں سے اور عیسائیوں نے مسلمانوں سے الگ شعائر کا مطالبہ کیا تھا؟

چشتی صاحب سے عرض ہے کہ یقیناً" ایسا نہیں ہوا تھا اور اسلئے نہیں ہوا تھا کہ عیسائیوں اور مسلمانوں نے مذاہب عالم کے باہمی ضابطہ اخلاق کا احترام کرتے ہوئے اپنے لئے الگ نام اور مذہبی شعائر خود بخود اختیار کرلئے تھے اور کسی کو ایسا مطالبہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی یہ تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے کہ ہم قادیانیوں سے الگ نام اور شعائر کا مطالبہ کر رہے ہیں اس لئے کہ مذاہب عالم کی تاریخ میں مسلمات سے اس طرح کا انحراف بھی پہلی بار پیش آیا ہے کہ نبی نیا وحی نئی جماعت الگ لیکن

اصرار یہ ہے کہ نام اور اصطلاحات پہلے مذہب والوں کے ہی استعمال کرنی ہے

ان گذارشات کے بعد ایک بار پھر مرزا طاہر احمد اور قادیانی جماعت کے تمام افراد کو خلوص دل کے ساتھ یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ صورت حال کا از سر نو سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں اور معروضی حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے منطقی نتائج کو قبول کریں اور اپنی معروضات کا اختتام "مرزا طاہر احمد کے نام کھلا خط" کے آخری پیراگراف پر کرتا ہوں۔

"ان معروضات کے ساتھ میں مرزا طاہر احمد سے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک غلط اور غیر منطقی موقف پر ضد کر کے نہ خود پریشان ہوں اور نہ مسلمانوں کو پریشان کریں بلکہ بہتر بات تو یہ ہے کہ جناب وارث دین محمد کی طرح غلط عقائد سے توبہ کر کے ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد کی بنیاد پر امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں شامل ہو جائیں ان کے اس حقیقت پسندانہ فیصلے کا پوری امت مسلمہ کی طرف سے خیر مقدم کیا جائے گا اور اگر یہ ان کے مقدر میں نہیں ہے تو بہائیوں کی طرح اپنی مذہبی شناخت مسلمانوں سے الگ کر لیں اور پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ قبول کر کے غیر مسلم اقلیت کا جائز اور منطقی کردار اختیار کر لیں اور اس کے سوا کوئی تیسرا راستہ معقولیت اور انصاف کا راستہ نہیں ہے"

امید ہے کہ مرزا طاہر احمد اور ان کے رفقاء اس مخلصانہ دعوت پر روایتی طرز عمل کا مظاہرہ دہرانے کی بجائے سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کریں گے میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت صحیح فیصلہ کی طرف ان کی راہنمائی فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین

شمس الحق ندوی

اسلام تازہ دم ہے
کاش!
مسلمان بھی تازہ دم ہوتے

عیسائی مبلغوں کا قبول اسلام

خبر ہے کہ عیسائی تنظیموں نے اپنے ۴۵۳ تربیت یافتہ مبلغوں کو اس منصوبہ کے ساتھ لائبیریا بھیجا کہ وہ اپنی دعوت خصوصاً" مالی لالچ اور دیگر ترغیبات کے ذریعہ' جو ان کا ہمیشہ کا وطیرہ رہا ہے' مسلمانوں کو عیسائی بنائیں۔

یہ مبلغین' اسلام سے متعلق اپنی ان معلومات اور بدگمانیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوئے جو ان کو اسلام دشمن مصنفین و مستشرقین کی تصنیفات اور تحریروں کے ذریعہ حاصل ہوئی تھیں۔ لیکن لائبیریا پہنچ کر جب انہوں نے اپنا کام شروع کیا' اور مسلمانوں سے مباحثوں اور مناظروں میں صحیح اسلامی حقائق ان کے سامنے آئے' اور انہوں نے اسلام کو اس کے اصل آئینہ میں دیکھا اور اس کی اعلیٰ تعلیمات روشن ہو کر سامنے آئیں تو ان کے دل بھی اسلام کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے خود اسلام قبول کر لیا۔

یہ واقعہ اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ اور بیشتر قومیں اسلام کے فطری نظام و عقیدہ اور اس کے منصفانہ اصول و ضوابط سے ناواقف ہی نہیں بلکہ ان کو ایک منظم سازش کے تحت اسلام سے دور رکھنے کے لئے ایسا غلط لٹریچر تیار کر دیا گیا ہے جس میں اسلام و مسلمانوں کے بارے میں نہایت مہمل باتیں پیش کی گئی ہیں۔ جن کو پڑھ کر اسلام کی نہایت ڈراؤنی اور غیر فطری تصویر سامنے آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی قوم و مذہب کے بارے میں مسخ شدہ اور بگڑی تصویر پیش کی جائے گی تو اس سے نفرت و عداوت ہی کے جذبات پیدا ہوں گے۔ ایک فرانسیسی مستشرقہ "آن ماری **ویلکابر**" جو پیرس یونیورسٹی میں اسلامیات کی پروفیسر ہیں۔ لکھتی ہیں "کہ علمائے کلیسا سب منافق ہیں۔ وہ کانفرنسوں میں تو یہ کہتے ہیں کہ اسلام و مسیحیت میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن حقیقتاً" وہ اسلام کو تسلیم نہیں کرتے' اور مستشرقین کی ایک تعداد تو بالکل شیطان ہے جو اسلامی حقائق کو مسخ کر کے پیش کرتی ہے۔ پروفیسر آن ماری نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا کہ اسلام کی عظمت اور تمام انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ مستشرقین اسلام کی صورت بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اس لئے اس کی شدید ضرورت ہے کہ اسلامیات پر مختلف زبانوں میں مضامین و کتابوں کو دنیا بھر میں پھیلانے کی کوشش اور جدوجہد کی جائے۔ تاکہ پیاسی روحیں اسلام کے چشمہ صافی سے

سیراب ہو سکیں۔

عیسائی تنظیموں کے ان ۴۳۵۳ مبلغوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب ان کو اسلام سے متعلق صحیح معلومات حاصل ہوئیں اور اگر کہیں انہوں نے لائبیریا کے علاقوں میں اسلام کی عملی تصویر دیکھی ہوتی تو اور پاکیزہ اور صاف ستھرا اسلامی معاشرہ ان کے سامنے آیا ہوتا۔ انہوں نے دیکھا ہوتا کہ اسلامی معاشرہ میں لوگ ایک دوسرے سے کس طرح محبت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے کس طرح تعاون کرتے ہیں۔ کمزوروں یتیموں اور بیواؤں کی کس طرح خبر گیری کرتے ہیں' مسلم محلہ یا شہر کا ہر مسلمان اس تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی یتیم بیوہ ملے اور یہ اس کی خدمت کا شرف حاصل کرے' دو آدمی کہیں لڑتے جھگڑتے نہیں نظر آتے' کہیں کوئی اختلاف نزاع کی شکل پیدا بھی ہوتی ہے۔ جو خاصہ بشریت ہے تو وہ اپنے محلّہ کے قاضی یا امام کے پاس چلے جاتے ہیں وہ اسلامی اصولوں کے مطابق کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلہ کر دیتا ہے' اور دونوں فریق بخوشی اس فیصلہ کو مان لیتے ہیں۔

انہوں نے ان کے بازاروں میں دیکھا ہوتا کہ یہاں دوکاندار جھوٹ نہیں بولتا' گاہک پورے اعتماد کے ساتھ کہ صحیح خالص اور بے عیب سودا ملے گا' سودا خریدتا اور مطمئن رہتا ہے۔ اذان ہوتی ہے تو لوگ اپنی دوکانیں کھلی چھوڑ کر مسجد چلے جاتے ہیں۔ جہاں امیرو غریب' حاکم و محکوم' مالک و مزدور سب ایک ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر ایک خدا کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں' اور نہایت وقار و تمکنت کے ساتھ اپنے خدا کے روبرو عبادت و دعا کرتے ہیں۔ مسجد سے نکل کر پھر اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔

وہ دیکھتے کہ یہاں حکام و افسران اپنے فرائض خدمت خلق اور ثواب سمجھ کر انجام دیتے ہیں۔ نہ کہیں رشوت کا مطالبہ ہے نہ ٹال مٹول' تو لائبیریا پہنچتے ہی ان پر اسلام کا جادو چل گیا ہوتا۔ اور جب بھی تاریخ میں ایسا ہوا ہے' پوری قوم کی قوم اپنے پرانے اور باطل عقائد کو چھوڑ کر داخل اسلام ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کے مشہور قائد **قتیبہ** بن مسلم نے اسلامی اصولوں کو نظر انداز کر کے سمرقند پر فوج کشی کی اور پورا ملک فتح کر لیا۔ وہاں کی قوم محکوم ہو گئی۔ سمرقند پر اسلامی پرچم لہرانے لگا اس فتح پر برسوں گزر گئے۔ اور وہاں لوگ محکومی کی زندگی گزارتے رہے لیکن جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور آیا اور اسلامی عدل و انصاف عام ہوا تو سمرقند کے لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ خلیفہ اسلامی اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ ان کے دربار میں سمرقند کا مقدمہ پیش کیا جائے تو انصاف کیا جائے گا چنانچہ وفد **خلیفة المسلمین** کے پاس حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ہم کو اسلامی اصولوں کے خلاف محکوم بنایا گیا ہے۔ لہٰذا ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس داد و فریاد پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے سمرقند کے قاضی کو پروانہ لکھا کہ مقدمہ کی تحقیق کی جائے اور اسلامی اصول کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ وفد سمرقند واپس پہنچا۔ اہل سمرقند کو شک تھا کہ انصاف سے کام لیا جائے گا۔ اس لئے کہ حکومت مسلمانوں کی ہے قاضی و انتظامیہ بھی مسلمان ہے' ہمارے حق میں یو نہر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن قاضی نے پروانہ ملتے ہی فریقین کو طلب کیا مقدمہ کی تحقیق کر کے اہل سمرقند کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ حکم ہوا کہ اسلامی فوجیں شہر خالی کر دیں اور اسلامی اصول کے تحت ملک کو اپنے قبضے میں لینے کی کوشش کریں۔ قاضی کا فیصلہ صادر ہوتا تھا کہ اسلامی فوجوں نے شہر خالی کر دیا۔ اس اسلامی انصاف کو دیکھ کر لوگ "تو ان کے دینی پیشوا پھر سمرقند کی پوری آبادی مسلمان ہو گئی۔ تاریخ اسلام میں ایسے متعدد واقعات پیش آئے ہیں کہ جنہوں نے مخالفین اسلام کا دل جیت لیا ہے اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں۔

کاش ہم مسلمان دنیا کے سامنے اسلام کی چلتی پھرتی عملی مثال پیش کرتے اور بھولے بھٹکوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئے۔

کاش فرزندان اسلام اپنی حقیقت کو پہچانتے اور اس کی قدر کرتے' بلاد اسلامیہ کے فرمانرواؤں کو اسلامی اقدار کو اپنانے کی توفیق ملتی اور ان ملکوں میں رہنے یا داخل ہونے والا عملی زندگی میں اسلام کو دیکھتا اس پر اس کو رشک آتا۔ للچاتا اور پھر اسلام قبول کر لیتا۔

O

عورتوں کی فرمانبرداری

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مال غنیمت کو دولت' امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے' دنیا کمانے کے لیے علم حاصل کیا جائے' مرد اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے اور اپنی ماں کی نافرمانی' اپنے دوست کو قریب کرے اور باپ کو دور' اور مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں' قبیلے کا بدکار ان کا سردار بن بیٹھے' اور رذیل آدمی قوم کا قائد (چودھری) بن جائے' آدمی کی عزت محض اس کے ظلم سے بچنے کے لیے کی جائے' گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان عام ہو جائے' شرابیں پی جانے لگیں اور پچھلے لوگ پہلوں کو لعن طعن سے یاد کریں' اس وقت سرخ آندھی' زلزلہ' زمین میں دھنس جانے' شکلیں بگڑ جانے' آسمان سے پتھر برسنے اور طرح طرح کے لگاتار عذابوں کا انتظار کرو جس طرح کسی بوسیدہ ہار کا دھاگہ ٹوٹ جانے سے موتیوں کا تانتا بندھ جاتا ہے"۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

گزشتہ سے پیوستہ

حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

چند شبہات کا جواب

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے علاوہ کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی؟

بہر حال قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ ہر نبی کو کتاب کے ساتھ حکمت عطا کی گئی' ہر نبی پر کتاب کے علاوہ وحی نازل ہوتی رہی' جو حکمت پر مشتمل تھی' جس کے ذریعہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کتاب الٰہی کے صحیح منشاء کو مراد خداوندی کے مطابق خود سمجھتے تھے اور دوسروں کو سمجھاتے تھے۔ خود عمل فرماتے تھے اور دوسروں سے عمل کرواتے تھے' پس کتاب الٰہی کا فہم و تفہیم' اس کی تعلیم و تبلیغ اس کی تعمیل و تنفیذ اسی حکمت کی روشنی میں ہوتی تھی جو انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی الٰہی کے ذریعہ القاء کی جاتی تھی گویا کتاب اور حکمت نبوی دونوں لازم و ملزوم ہیں' دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

یہیں سے یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ "حکمت" جو انبیاء کرام علیہم السلام کو بذریعہ وحی دی گئی' حضرات اہل علم کی اصطلاح میں اس کو "وحی خفی" کہا جاتا ہے "کتاب کی وحی "وحی جلی" کہلاتی ہے' اور "حکمت کی وحی' وحی خفی" کہلاتی ہے' جو لوگ قرآن کی "کتاب و حکمت" کو نہیں سمجھتے' اور جو حقیقت نبوت اور مرتبہ نبوت سے نا آشنا ہیں وہ " وحی جلی" اور "وحی خفی" کے الفاظ کا مذاق اڑانا تحفہ دانشوری سمجھتے ہیں' لیکن جن لوگوں کو حق تعالیٰ شانہ نے چشم بصیرت عطا فرمائی ہے ان کے لئے یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ "وحی جلی" "وحی خفی" کی اصطلاح قرآن ہی کے الفاظ "کتاب و حکمت" کے مراتب کی تعیین و تشخیص ہے۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے

۶۔ کتاب و حکم کے عطا کئے جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن اور قلب و قالب رضائے الٰہی پر ڈھل جاتا ہے' چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۔ لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین○

(الانعام:۱۶۲-۱۶۳)

ترجمہ "آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے' جو مالک ہے سارے جہاں کا' اس کا کوئی شریک نہیں' اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے' اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

دوسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

اذقال لہ ربہ اسلم' قال اسلمت لرب العالمین۔

(البقرہ:۱۳۱)

ترجمہ: "جب کہ ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ تم اطاعت اختیار کرو' انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ما بال اقوام یتنزھون عن الشئی اصنعہ' فو اللّٰہ انی اعلمھم باللّٰہ واشدھم لہ خشیۃ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں جس کو میں کرتا ہوں' پس اللہ کی قسم! میں ان سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں' اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل وحی الٰہی سے سراپا نور اور رشک صد شعلہ طور بن جاتا' اور یہ نور وحی اس کی روح و قلب میں سرایت کرجاتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل مرضی الٰہی کے سانچے میں ڈھل کر نکلتا ہے' گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

قول و فعل خود رضائے الٰہی کا پیمانہ بن جاتا ہے' نبی ﷺ کو من جانب اللہ ایک صراط مستقیم عطا کیا جاتا ہے' جس کے ہر خط و خال کو چشم نبوی دیکھتی ہے' مگر دوسروں کے سامنے اس کا ظہور نبی ﷺ کے قول و فعل اور کردار و گفتار میں ہوتا ہے' اسی کا نام شریعت ہے:

ولکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا (المائدہ:۴۸)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی"۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

ثم جعلناک علی شریعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذین لا یعلمون۔ (الجاثیہ:۱۸)

ترجمہ: پھر ہم نے آپ ﷺ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کردیا' سو آپ ﷺ اسی طریقہ پر چلتے رہئے اور جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلئے"۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

قرآن کریم کی ان آیات بینات سے واضح ہے کہ نبی ﷺ پر نازل کی جانے والی کتاب و حکمت ایک روح ہے جو نبی ﷺ کے قول و فعل اور اس کی سنت کے قالب میں جلوہ گر ہوتی ہے' وہ برگ گل ہے تو یہ بوئے گل ہے' کسی نے قرآن و حکمت کا جلال و جمال ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ہو تو اسے نبی ﷺ کے قول و فعل اور اس کی سنت میں جلوہ گر دیکھ لے'

زیب النساء المتخلص بہ "مخفی" مرحومہ کے بقول:

در سخن "مخفی" منم چوں بوئے گل در برگ گل
ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

ترجمہ: جس طرح بوئے گل برگ گل میں مخفی ہوتی ہے' اسی طرح میں اپنے سخن میں مخفی ہوں' جو شخص مجھے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو وہ مجھے میرے کلام میں دیکھے)

چونکہ نبی ﷺ کی پوری شخصیت سراپا مرضی الٰہی بن جاتی ہے' اس لئے آنحضرت ﷺ کی ذات عالی کو اہل ایمان کے لئے اسوہ حسنہ (بہترین نمونہ) قرار دیا گیا ہے:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا (الاحزاب۔۲۱)

ترجمہ: تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو' اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ (ﷺ) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا"۔

(ترجمہ حضرت تھانوی)

آنحضرت ﷺ کا قول و فعل' آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ' اور آپ ﷺ کی سنت مطہرہ ہی وہ شریعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قائم کیا تھا اور یہی وہ صراط مستقیم ہے جس پر چلنے کی توفیق ہر نماز کی ہر رکعت میں طلب کی جاتی ہے:

اهدنا الصراط المستقیم (یا اللہ! ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرما)

ے گزشتہ سے واضح ہو چکا ہے کہ کتاب و حکمت ہر نبی کو دی گئی' جو ہر نبی کے قول و فعل اور اس کی سنت کی شکل میں جلوہ گر ہو کر ان کی امت کے لئے شریعت بنی' اسی بناء پر ہر امت کو اپنے نبی کی اطاعت کا حکم دیا گیا:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء)

چونکہ نبی سراپا اطاعت خداوندی ہوتا ہے اس لئے اس کی اطاعت کو عین اطاعت خداوندی قرار دیا گیا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلناک علیهم حفیظا۔ (النساء)

آنحضرت ﷺ کو جو کتاب و حکمت عطا کی گئی' اور جس نے آنحضرت ﷺ کے قول و فعل میں ڈھل کر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کی شکل اختیار کی' اس میں اور پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا کی جانے والی کتاب و حکمت اور سنت و شریعت میں چند وجوہ سے فرق ہے:

ایک یہ کہ پہلے انبیاء کرام (علیہم السلام) خاص وقت اور خاص قوم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تشریف لاتے تھے لامحالہ ان کی کتاب و حکمت بھی اور سنت و شریعت بھی اسی خاص وقت یا قوم کے پیمانے سے محدود تھی' لیکن آنحضرت ﷺ نبی آخر الزماں ہیں' آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کسی خاص وقت و قوم اور زمان و مکان کے پیمانے سے محدود نہیں' بلکہ کون و مکان اور زمین و زمان سب کو محیط ہے' تمام آفاق و انفس اور تمام زمان و مکان والوں اس کے وسیع ترین دائرے میں سمٹے ہوئے ہیں' اس لئے آپ ﷺ کو ایسی کتاب و حکمت اور ایسی سنت و شریعت عطا کی گئی جو تمام آفاق و زمان کو محیط ہو' اور ہر قوم ہر ملک اور ہر زمان و مکان کی ہدایت کے لئے مکتفی ہو' ایسی جامع ہدایت اور شریعت آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی ﷺ کو عطا نہیں کی گئی۔

ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہوئی' اس لئے آپ ﷺ کو ایسی کتاب اور ایسی حکمت عطا کی گئی جو گزشتہ تمام کتابوں اور حکمتوں کی جامع ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب

قرآن مجید) کو تمام کتابوں کی مصدق اور ان کے علوم و معارف کی محافظ (مہیمن) فرمایا ہے:

(المائدہ:۴۸)

آپ ﷺ کی سنت مطہرہ گویا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کا مجموعہ ہے' اور آپ ﷺ کی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کا عطر۔

اس تنقیح کو انہی معروضات پر ختم کرتے ہوئے آنجناب کے فہم سلیم و عقل مستقیم سے توقع رکھتا ہوں کہ اس کم فہم ہیچ مدان نے جو کچھ عرض کیا ہے (اور تمام مطالب کو اپنے فہم ناقص کے مطابق آیات بینات سے مرجع کیا ہے) اگر بنظر فہم و انصاف غور فرمائیں گے تو آنجناب علم و دانش کی روشنی میں خود یہ فیصلہ فرمائیں گے کہ

○ آنحضرت ﷺ نے اپنے ۲۳ سالہ دور نبوت میں صرف قرآن کریم پڑھ کر سنانے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ وحی الٰہی اور حکمت ربانی کی روشنی میں اس کی تعلیم بھی فرمائی۔

○ آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حکمت بھی نازل کی گئی' اور آپ ﷺ اس کی تعلیم پر بھی مامور تھے۔

○ آنحضرت ﷺ کی اس قولی و عملی تعلیم سے اسلام کے اصول و فروع کی تشکیل ہوئی' اور جس شریعت پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قائم فرمایا تھا وہ کامل و مکمل شکل میں جلوہ گر ہوئی۔

○ محمد رسول اللہ ﷺ کی یہی ملت بیضا اور یہی شریعت غراء ہے جو انسانیت کی شاہراہ اعظم ہے جس کے لئے ہادی عالم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا' اور یہی وہ صراط مستقیم ہے جس کی قرآن کریم نے دعوت دی' اور آج بھی پوری انسانیت کو جس کی دعوت دے رہا ہے' اور قیامت تک دیتا رہیگا۔

وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون ۔ (الانعام۔۱۵۳)

ترجمہ۔ اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے' جو کہ مستقیم ہے' سو اس راہ پر چلو' اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو۔"

اس آیت شریفہ کی تفسیر خود صاحب قرآن ﷺ نے اس طرح فرمائی:

وعن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال خط لنا رسول اللہ ﷺ خطا ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ وعن شمالہ وقال ھذہ سبل' علی کل سبیل منھا شیطان یدعو الیہ' وقرا ﷺ "وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ" الایۃ (مشکوٰۃ:ص۳۰)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک خط کھینچا' پھر فرمایا: یہ تو اللہ کا راستہ ہے"۔ پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ دوسرے راستے ہیں' ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان کھڑا لوگوں کو اس کی دعوت دے رہا ہے' اور آنحضرت ﷺ نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی: وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ (الایہ) (یہ وہی آیت شریفہ ہے جس کا ترجمہ اوپر نقل کیا گیا)"

حامل قرآن ﷺ کی تعلیمات' آپ ﷺ کے ارشادات و اقوال' آپ ﷺ کا عملی اسوہ حسنہ اور آپ ﷺ کی سنت مطہرہ قرآن کریم کی مقابل و محاذی نہیں بلکہ "برگ گل" سے مہکنے والی "بوئے گل" ہے۔

قرآن فہمی کے لئے یا کسی بھی دینی عقیدہ و عمل کے لئے سنت سے رجوع کرنا قرآن کریم کی جامعیت و کمال کی نفی نہیں' بلکہ اس کے جامع و مکمل کتاب ہونے کا اثبات ہے' کیونکہ صاحب قرآن ﷺ نے قرآن کریم کی جو تشریحات اپنے قول و عمل سے الہام ربانی اور وحی الٰہی کی روشنی میں فرمائی ہیں وہ قرآن کریم ہی کے اجمال کی تفصیل' اسی کے مطالب کی تشریح اور اسی کے مقاصد کی تشکیل ہے۔

آنحضرت ﷺ پر ایمان رکھنے والوں کے لئے آنحضرت ﷺ کی قولی و عملی سنت واجب التسلیم بھی ہے اور واجب العمل بھی۔ کیونکہ یہ "عقلاً" ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ جو کتاب الٰہی اپنی زبان مبارک سے پڑھ کر سنائیں اس پر تو ایمان لانا واجب ہو' اور بحکم خداوندی اس کے احکام کی جو تشریح و تشکیل فرمائیں ان کو نہ تو ماننا ضروری ہو اور نہ ان پر عمل کرنا لازم ہو۔

شریعت محمدیہ ﷺ جو قرآن کریم اور اس کی تشریحات نبویہ ﷺ سے تشکیل پاتی ہے' چونکہ قیامت تک کے لئے ہے' لہٰذا ضروری ہوا کہ قیامت تک قرآن کریم بھی محفوظ رہے' اور آنحضرت ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس کی جو تشریح و تشکیل فرمائی ہے وہ بھی قیامت تک محفوظ رہے' کہ اس کے بغیر بعد میں آنے والی نسلوں پر "اللہ کی حجت" قائم نہیں ہو سکتی تھی۔

وللہ الحجۃ البالغۃ

جاری ہے

رقیہ آرزو۔ کوئٹہ

اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار

جب یہ کائنات ظہور پذیر ہوئی تو اس وقت سے عورت معاشرے کا لازمی جز قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی اہمیت کے پیش نظر حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بعد حضرت حوا کو ان کے لئے پیدا کیا تاکہ تخلیق نسل انسانی کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جاسکے..... چنانچہ ہر دور میں تقاضوں کے مطابق خواتین اپنے فرائض انجام دیتی ہیں عورت اور مرد انسانی زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں اور انسانی تخلیق میں ان دونوں کا برابر حصہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

"اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا" (النساء)

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عورت معاشرے کا ایک ایسا ناگزیر عنصر ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ سماجی اور تمدنی اصلاح و بقا کا انحصار تقریباً" اس نوع کی حیثیت پر ہے۔ اسلام جو کہ ایک نظام حیات ہے اور انسانیت کی مکمل رہنمائی کرتا ہے اس مسئلہ پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔

انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسلام نے عورت کو ہر معاملے میں مستقل تشخص عطا کیا کسی اور مذہب میں عورت کو یہ درجہ عطا نہیں کیا گیا۔ اسلام عورت کے متعلق دوسرے تمام مذاہب کے غلط تصورات کو باطل قرار دیتا ہے..... اسلام ہی نے دنیا کو بتایا کہ زندگی مرد و عورت دونوں کی محتاج ہے قدرت دونوں **صنفوں** سے کام لینا چاہتی ہے ان میں سے کسی ایک صنف کا ظلم پوری انسانی زندگی کے لئے فساد کا باعث بن جائے گا۔ قرآن پاک میں جو اصول بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق انسان کی فلاح کا دارو مدار ایمان و عمل پر ہے اللہ کے ہاں نیکی اور تقویٰ ہی شرف قبولیت کا درجہ ہے اور وہ مرد و عورت دونوں میں ہو سکتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں نازک آبگینوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں یعنی خواتین کے بارے میں تم میں سے بہتر وہ ہے جو ان کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ رہنے والا ہو اور تم میں سے بد بخت وہ ہے جو ان کے ساتھ اہانت سے پیش آتا ہے۔

حقوق و فرائض اور آزادی قول و فعل میں دونوں مساوی ہیں اگر ان دونوں میں کوئی فرق ہے تو فوقیت عورت کو ہی حاصل ہے اس کے لطیف احساسات نزاکت طبع اور بھاری ذمہ داریوں کے باعث۔"

اسلام نے عورت کی قدر و منزلت کے صرف دعوے ہی نہیں کئے بلکہ علم، عمل، تدبیر، بہادری، شجاعت میں، تہذیب و تمدن میں اپنی عملی حیثیت سے مردوں کے دوش بدوش لاکر کھڑا کردیا ہے۔ اگر مردوں کی صف میں صدیقؓ، فاروقؓ اور حیدرؓ جیسے مجموعہ حسنات کو اس نے ہدایت کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا تو عورتوں کی جماعت میں اس نے حضرت عائشہؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہؓ جیسی خواتین کو از حد تقویٰ، نیکی اور پارسائی علم و عمل کے قابل تقلید نمونے بنا کر اقوام عالم کے رو برو عبرت و بصیرت کی غرض سے پیش

اسلام نے بحیثیت مجموعی عورت کو سربلند کرنے میں بڑا اہم کارنامہ انجام دیا ہے اور اس نے اسے انسانی و اخلاقی، معاشی، قانونی اعتبار سے مردوں کے مساوی قرار دیا ہے۔

قرآن و سنت نے خواتین کی فکری اصلاح کے ساتھ ساتھ اخلاق و عمل کی اصلاح پر بھی زور دیا ہے اور وہ تمام آداب سکھائے ہیں جو اسلامی معاشرے کا بہترین فرد بننے کے لئے ضروری ہیں..... خواتین کا بالخصوص خیال رکھا گیا ہے کہ وہ عزت و حیا کے ساتھ زندگی گزاریں اور کتاب و سنت کی پیروی کو اپنا شعار بنائیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا ہلا کر ناز و انداز کا اظہار کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی مہک دور تک پھیلی ہوگی۔

عورت کی اصل خوبی یہ ہے کہ وہ بے شرم اور بے باک نہ ہو بلکہ نظر میں حیا رکھتی ہو..... دراصل اسلام یہ چاہتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی خواتین دین و اخلاق کا مجسمہ ہوں..... اسلامی رو سے عورت بھی معاشرے کے لئے مفید ہو سکتی ہے کہ وہ دین و اخلاق میں اونچا مقام رکھتی ہو..... ورنہ ان کی بد اخلاقی اور بدکرداری پورے معاشرے کو جہنم میں بدل سکتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات نبوی پر خواتین اگر صحیح طریقے سے عمل کریں تو ایک ایسا معاشرتی نظام وجود میں آسکتا ہے جو مکمل طور پر سکون' باوقار اور مستحکم ہو..... غرضیکہ اسلام نے خواتین کو صحیح مقام دلا کر اور اس کا دائرہ کار متعین کر کے انسانیت کو مختلف فسادات سے بچالیا ہے۔

حضور رسالت مآب ﷺ نے عملی طور پر عورت کو وہ عزت بخشی کہ دنیا دیکھ کر دنگ رہ گئی لیکن ان کو شیشے کے آبگینے کہہ کر ساربان کو اونٹ آہستہ ہانکنے کی ہدایت دی۔ اپنی بیوہ' طلاق یافتہ بعض ضعیف اور ناتوان بیویوں سے اعلیٰ سے اعلیٰ سلوک کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ عورت کی عزت کیسے کی جاتی ہے۔

معاشرے کی تشکیل میں مرد اور عورت کے کردار کو انسانی تاریخ میں کبھی بھی جدا جدا حیثیت حاصل نہیں رہی.... مرد پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو ادا کرنے کے لئے وہ عورت کے تعاون کا ازل سے محتاج رہا ہے اور عورت اپنی زندگی میں جن فرائض کی ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہے انہیں وہ مرد کے تعاون سے ہی ادا کرتی رہی ہے۔ اور اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہی یہ ایک مثالی معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔

دور حاضر میں یہ المیہ' جس سے عورت کو سابقہ پڑ رہا ہے' اس اعتبار سے بے حد افسوسناک ہے کہ اس کے نتیجہ میں مسلمان عورت اپنا وہ ایمان اور یقین خطرے میں محسوس کرتی ہے جس پر اس نے امہات المومنینؓ کو عمل کرتے ہوئے پایا اور جس پر اس کی امت کی دوسری بزرگ ہستیاں بخیر و خوبی' بے خطر ہو کر عمل پیرا رہیں۔

اور اس کا سبب مغرب زدہ طبقہ کی تہذیبی' ثقافتی' فکری' علمی اور ادبی یلغار ہے.... یہ مغرب زدہ طبقہ اسلام کا اصل تشخص ختم کرنے کے درپے ہے اسے اسلام سے زیادہ مسلمانوں کے اس حقیقی اسلامی تشخص سے خطرہ ہے جو ان میں کفر اور ایمان کی تمیز کرتا ہے وہ اس باطنی کیفیت سے مسلمانوں کو محروم کرنا چاہتے ہیں اس طرح امت مسلمہ کے لئے ہر میدان اور شعبہ حیات میں چیلنج کا سامنا ہے....

اور عورت اس چیلنج کو قبول کرنے میں ابتداء میں زبردست مزاحمت پیش کرتی رہی ہے۔ مخالفین اسلام نے دختر اسلام کو بالعموم اور خاتون مشرق کو بالخصوص اپنا ہدف بنایا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مسلمان عورت کو گھر اور معاشرہ کی طرف سے بے سکونی و بے اطمینانی میں مبتلا کر کے مسلم معاشرے کی بنیادوں میں خلاء پیدا کر دیا جائے۔

مغرب کا ذکر آج ہمارے ہاں فخریہ انداز سے کیا جا رہا ہے اور جس سے متاثر ہو کر مسلمان آزادی نسواں اور مساوات مرد و زن کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ ان کے ہاں عورت کو آزاد کرنے اور مرد کے برابر لانے کا مقصد عورت کو کوئی برتری دلانا نہ تھا بلکہ اس کا مقصد مرد کی عیش پرستی تن آسانی اور اس کی مادہ پرستانہ ہوس کو تقویت اور تسکین فراہم کرنا تھا.... اسلام کے سوا دیگر تمام مذاہب میں عورت ایک ناپاک حقیر اور ذلیل مخلوق تصور کی جاتی رہی ہے.... اور اس کو بیرونی معاشرہ تو کیا خود گھر کے اندر بھی ادنیٰ غلاموں جیسے حقوق بھی حاصل نہیں رہے ہیں لیکن آج وہی مسیحی یورپ ہے جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علم برداروں کی حیثیت سے مسلم دنیا پر آوازے کسنا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ اسلام عورت کو گھر میں اس لئے قرار پکڑنے کو کہتا ہے کہ وہ حقیقت سے قریب تر واقعات کو پیش نظر رکھتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو اور قدیم دور جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔

اسلام عورت کو گھر کی ملکہ مختار کل اور بچوں کی نگہبان قرار دیتا ہے شوہر کی وفاداری پر جنت کی ضمانت دیتا ہے۔ اور اس کے قدموں تلے جنت رکھتا ہے.... مردوں پر کسب معاش کی ذمہ داری ڈال کر باہر کی پر ہنگام دنیا کے نت نئے جھمیلوں' فسادات اور آزمائشوں سے اس کو صاف بچالے جاتا ہے اور ہر حال میں مرد ہی کو اس کا کفیل ٹھہراتا ہے۔ اسلام کے نظام رحمت کی دلیل تو یہ امر ہے کہ عورت جب بیٹی ہوتی ہے تو باپ اس کی کفالت کا ذمہ دار ہے بیوی ہے تو شوہر اس کے اخراجات برداشت کرتا ہے.... ماں ہے تو بیٹا اس کا سرپرست ہوتا ہے ہر حال میں اس کا حق مرد پر مقدم رکھا گیا ہے تنگی کے حالات میں اسے فکرمند ہونے کی ضرورت باقی نہ رہی کہ وہ روٹی' کپڑا' اور مکان کی فکر میں گھر کی دہلیز عبور کر کے معاشرے میں ہر ایک کی نظروں میں کھٹکتی رہے.... کبھی کسی کے لئے محنت کرے اور کبھی کسی کی خاطر جان کھلاتی رہے۔

آزادی نسواں کے نعرہ کا مقصد نہ صرف مسلمان عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی عزت و ناموس اور دین و ایمان کو مستقل خطرہ میں مبتلا رکھنا بھی ہے ایسے شعبہ جات سلطنت جو مردوں کے لئے مخصوص ہیں ان میں عورتوں کو ملوث کرنے کا نتیجہ بے حیائی اور برائی کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔ اخلاقی قیود اور قانونی بندشیں بھی انسانی فطرت کی ان خامیوں کی تطہیر اور تزکیہ میں ناکام رہتی ہیں جو اس کے وجود کے ساتھ لازم ہوں.... ایک بھیڑ کو شیروں کے کچھار میں دھکیلنے کا لازمی نتیجہ اس کی ہلاکت ہوتی ہے.... اسی طرح مردوں کے ساتھ چوبیس گھنٹے میں سے ایک کثیر حصہ گذارنے کا نتیجہ یقیناً" بے حیائی کی صورت میں نکلے گا۔

عورت بظاہر کماتی نظر آتی ہے مگر اس کی اس نئی ذمہ داری نے اس کو مکمل طور پر محتاج اور بے بس کر دیا ہے۔ عورت اپنی جسمانی ساخت اور فطری عوارض کے باعث کمزور ہے اور اس سے مردوں جیسی مشقت کا کام لینا انسانیت نہیں ظلم ہے.... افسوس کہ ہمارے معاشرے کی مغرب زدہ عورت کی آنکھوں پر اب بھی پردے پڑے ہیں تعجب اس امر پر ہے کہ عورت جو چند گھریلو فرائض اور شوہر کی

معمولی درجہ کی خدمت پر راضی نہیں جو گھر کی چار دیواری کو اپنے آپ کے لئے قید خانہ محسوس کرتی ہو.... جو شوہر کی معمولی ڈانٹ ڈپٹ اور ناراضگی کو غصب حقوق تصور کرتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دی ہوئی عزت اور وقار اور سکون کو وجہ ظلم جانتی ہو تو کیا وہ پورے معاشرے کے پیچیدہ نظام میں دھاگے کی طرح گھٹنے جانے اور اپنی شخصیت کے نسوانی خدو خال کے مسخ کئے جانے پر رضامند ہو سکتی ہے.... چادر اور چار دیواری کو قید خانہ سمجھنے والی ہستیاں' دفتروں' کارخانوں اور ہسپتالوں میں سخت قواعد اور ضوابط کی پابندیوں اور تھکا دینے والی مشقت کی کیوں کر قائل ہو سکتی ہیں۔

اسلام عدل و انصاف فراہم کرتا ہے اور اس کا یہ معیار ازل سے ہے۔ اسلام عورت کو مرد کے مقابلے میں نہیں لاتا بلکہ عورت اور مرد کو تعاون اور اشتراک کی بنیادیں فراہم کرتا ہے.... اور عورت کو جس قدر اسلام عزت دیتا ہے کسی اور مذہب میں اس کا تصور بھی معدوم ہے۔ اسلام عورت کو گھر کی سربراہی سونپ کر ان تمام فتنوں کا شروع ہی سے سد باب کر دیتا ہے کہ عورت ایک قابل تجارت ہستی بن کر رہ جائے۔ اس کا احترام اس سبب سے نہ ہو کہ وہ عورت ہے 'ماں' 'بیوی' 'بیٹی یا بہن ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہو کہ وہ کماتی ہے شوہر اور بچوں کو پالتی ہے دفتری امور میں حصہ لیتی ہے اسے چند سکوں کے عوض اپنے دین و ایمان اور عزت و ناموس کا سودا کرنے پر ابھارا جا سکتا ہے وہ گلیوں اور بازاروں میں پھرتی ہے یہ سب وہ امور ہیں جن کا مطلب نظام حیات کے تسلسل کو درہم برہم کرتا ہے۔

عورت کو ان مسائل اور چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلام کی ہی طرف رجوع کرنا ہو گا.... مغرب کی تھکی ہاری اور درماندہ منزل عورت آج اسلام کی طرف حسرت سے تک رہی ہے اور مشرق خاتون اور مسلم عورت مغرب کو نظر رشک سے تک رہی ہے....

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول کائنات ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی بہترین تمام اشیاء عارضی فائدہ مند ہیں اور دنیا کی بہترین فائدہ اٹھانے کی چیز نیک عورت ہے کہ نیک عورت کا ایک فائدہ پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا ہے عورت کا ایک اور امتیازی طرہ تو یہ بھی ہے کہ نبی کریم کا پیغام نبوت سن کر پوری کائنات میں سب سے پہلے ایمان لانے والی بھی عورت ہی تھی یعنی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ۔

اب یہاں غور کرنے کا مقام ہے' جس مقدس ذات جس عظیم شخصیت کے ہم عورت پر اس قدر احسانات ہوں گے کہ مشت خاک کو اس قدر بلندی عطا فرمائی کہ پیروں کے نیچے جنت کی بشارت دے دی.... اس محسن نسواں کو جس قدر بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہو.... عقل اور فراست تو بتاتی ہے کہ اپنے محسن کی عظمتوں کو سلام کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ان کے فرمودات ان کے اسوہ حسنہ کی دل سے پذیرائی کی جائے اور ان کا ایک ایک حکم بجالانے کے لئے ہر لحہ بے قرار رہنے کو تیار ہی نہیں بلکہ مرمٹنے کو جی چاہے اور پھر یہ بھی تو دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے احکامات آپ کے نقش تو اس راستہ کی راہنمائی کرتے ہیں جو سیدھا جنت کی طرف لے جائے گا جنت جو ہر مسلمان کا ملجاؤ ماویٰ ہے جس کی تڑپ ہر مسلمان اپنے دل کے کسی نہ کسی گوشے میں ضرور رکھتا ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ کر لے جاتے ہیں وہ جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو تم میں سے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔"

حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ "جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں جائے اس کی نماز قبول نہ ہو گی"۔ (ابو داؤد' مسند احمد' مشکوۃ)

چہ جائے کہ وہ خوشبو لگا کر بازاروں اور پارکوں میں گھومے۔ پھرے ایسے ارشادات نبوی ﷺ پڑھتے ہیں تو دل تھام کر رہ جاتے ہیں آج عورت جس طرح شمع محفل بنی ہوئی ہے یہی گمان ہوتا ہے کہ "دوسری جاہلیت" کا دور یہی ہے آج عورت مکمل رنگین میک اپ کر کے فرانس کی بنی ہوئی خوشبوئیں استعمال کر کے بلا ضرورت خریداری کیلئے ننگے سر نیم عریاں لباس پہن کر نکلتی ہے تو کیا اس معاشرے کو اسلامی معاشرہ کہا جا سکتا ہے؟ یہ آزادی نہیں بلکہ بے راہ روی اور بے حیائی کا کھلا مظاہرہ ہے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خوشی اور رحمت کا دروازہ اس گھر کے لئے بند سمجھو جس گھر سے عورت کی آواز غیر کو سنائی دے"۔

اس حدیث کے بعد ذرا دل و دماغ سے سوچنے کی بات ہے کہ جو دین اسلام عورت کو غیر مرد سے بات کرتے ہوئے لچک دار انداز میں گفتگو اور کلام میں نرمی و نزاکت اختیار کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا اور حد یہ ہے کہ زیوروں کی آواز پر بھی پابندی لگاتا ہے تو کیا وہ دین اس بات کو پسند کرتا ہے کہ عورت سر عام گائے' ناچے اور ڈراموں وغیرہ میں حصہ لے.... یا عورت کو ہوائی میزبان بنائے جانے اور انہیں خاص طور پر مسافروں کا دل بھانے اور ناجائز طور طریقوں کی تربیت دی جائے کہ وہ مردوں سے گھل مل کر ہنسی مذاق کریں....

خدا کا نازل کردہ قرآن پاک تو سب کے سامنے موجود ہے اور حضور اقدس ﷺ کی احادیث و ارشادات عالیہ دنیا والوں کے سامنے آشکارا ہیں.... جو بھی انسان رضائے الٰہی کے اسباب فراہم کرنے کے بجائے کفر و ناشکری' نافرمانی اور سرکشی اختیار کرتا

ہے اور اپنے قیمتی وقت، طاقتوں اور صلاحیتوں کو احکام الٰہیہ اور ارشادات نبوی ﷺ کے خلاف اور راہ معصیت میں تباہ کرتا ہے تو خدا کے نزدیک وہ حیوانوں سے بھی زیادہ ذلیل و بدتر ہو جاتا ہے اور خدا کی نگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔

کاش ہم تہذیب مغرب کی بجائے مدنی تہذیب کی تقلید کرتے اور انسانیت اور اسلام کے ایک خوب صورت جوہر کو گردش زمانہ کی نذر نہ ہونے دیتے.... دراصل اسلام ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں اکثریت ان لوگوں کی ہو جو تحفظ عصمت کو اپنی زندگی کا بنیادی جزو قرار دیں۔

عورت نے بے پردہ ہو کر خود اپنا مقام گرایا ہے اور آج اس صنف نازک کا وہی حشر ہوا ہے جو اسلام سے پہلے دور جہالت میں ہوتا تھا۔ اسلام نے تو عورت کو اونچا مقام دیا تھا اس کے چھینے ہوئے تقدس کو بحال کیا تھا مگر بے پردہ عورتیں اسلام کے اس احسان کو فراموش کر گئیں.... بے پردہ ہوئیں تو اپنی قدر، تقدس، آبرو عصمت تک کو کھو دیا چراغ خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بن گئیں دراصل اس زمانے سے حیا اٹھتی جاری ہے اور جب حیا جاتی رہتی ہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے اور جب ایمان اٹھتا ہے تو انسان حیوان بن جاتا ہے۔ جو جی میں آئے کرتا پھرے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "حیا اور ایمان دو ہم نشین ہیں پس ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے"۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "عورتیں ریاست کا ستون ہیں اگر وہ اچھی ہیں تو ریاست بھی اچھی ہے اگر وہ خراب ہیں تو ریاست بھی خراب ہوگی"۔

ہمیں تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے ہمیں۔ اپنا احتساب خود کرنا ہوگا محاسبہ سے معلوم ہوگا کہ ہم ایسی احسان فراموش ہستیاں ثابت ہو رہے ہیں کہ الامان الحفیظ....

آج کی عورت تو چہرے، مہرے، لباس، عادات اخلاق، ایمان اور حیا کے کسی بھی پہلو سے نبی کریم ﷺ کی تربیت یافتہ نہیں معلوم ہوتی.... حضور اکرم ﷺ نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ "بدگمانی مت کرو" کیونکہ بدگمانی بہت بری بات ہے، عیب جوئی مت کرو، چھپ کر باتیں مت کرو، فخر نہ کرو، حسد اور کینہ نہ رکھو، اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑو، حیا تمہارا زیور ہے حیا اور ایمان دونوں کی حفاظت کرو بلا ضرورت اپنے گھروں سے نہ نکلو"

بہر طور یہ حقیقت ہے کہ مشرق ہو یا مغرب نظام حیات کے لئے وجہ تسکین اسلام ہی کا نام ٹھہرے گا آج کے حالات عورت سے اس بات کا تقاضا کر رہے ہیں کہ وہ مغرب کے منافرت اور تعصب پر مبنی نظریات اور نعرہ ہائے باطل پر کان دھرنے اور توجہ دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو پیش نظر رکھے.... اور سماجی برائیوں کے خاتمے کے لئے اپنی ہر عمل کوشش کرے اور اپنا موثر کردار ادا کرے....

اور اپنے آپ کو بہترین انداز سے تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق ڈھال لے.... اور اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے اگر چند تکالیف اور مصائب بھی برداشت کرنا پڑیں تو ان کو بخوشی کرے....

اسلام جو حقوق عورت کو عطا کرتا ہے ان سے بغاوت کر کے عورتیں اپنے ناشکرے پن کا ثبوت نہ فراہم کریں.... اور جن منکرات اور فواحش سے اسلام روکتا ہے ان پر پریشان ہونے اور فکر مندی کے ساتھ غور کرنے کی بجائے مغربی معاشرہ میں اندرون خانہ جو ہنگامے برپا ہیں ان کا حال کھلی آنکھوں سے دیکھ لیں تو گناہ کے وہ جزیرے، بے چینی اور بے سکونی کے وہ آتش فشاں اور معصوم پھولوں کی وہ قتل گاہیں شعور انسانی کو تڑپانے اور لرزانے کے لئے بہت کافی ہیں۔ جو آج مغربی معاشروں میں جا بجا نظر آتے ہیں۔

مغرب کے اسٹیج پر عورت کا کردار عبرت کے لائق تو ہو سکتا ہے لیکن کسی تقلید کے لائق ہرگز نہیں.... کیونکہ جن حقائق سے انسان عبرت حاصل کرتا ہے ان پر عمل پیرا ہونے کی وہ کبھی غلطی کر چکا ہوتا ہے۔ اور عورت کو زائد حقوق دلانے والے اب اپنی ہی آگ میں سلگ رہے ہیں مگر مسلمان عورت آج بھی اسلام میں ویسے ہی محفوظ ہے جیسے کبھی تھی۔ قرآن پاک اور سنت کے احکامات اس کو وہ مقام عزت اور وہ باوقار معیشت عطا کرتے ہیں جن کے خواب بھی نظام باطل اور نظام کے دانشوران نہیں دیکھ سکتے۔

دینی مسائل میں غلط قیاس آرائی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم پر ہر آئندہ سال پہلے سے برا آئے گا۔ میری مراد یہ نہیں کہ پہلا سال دوسرے سال سے غلہ کی فراوانی میں اچھا ہوگا یا ایک امیر دوسرے امیر سے بہتر ہوگا بلکہ میری مراد یہ ہے کہ تمام علماء صالحین اور فقیہ ایک ایک کر کے اٹھتے جائیں گے اور تم ان کا بدل نہیں پاؤ گے اور (قحط الرجال کے اس زمانہ میں) بعض ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی مسائل کو محض اپنی ذاتی قیاس آرائی سے حل کریں گے۔

دجالی فرقہ

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کہا کریں گے 'تقدیر کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو کیونکہ یہ دجال کا ٹولہ ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ ان کو دجال سے ملا دیں"۔

مولانا شمس الحق مشتاق

امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں

نام مبارک عمر ابن الخطاب لقب فاروق اور کنیت ابو **حفص** ہے۔ ابو عمر زاہد کا قول ہے کہ لفظ حفص کا مطلب شیر ہے۔ **ابوحفص** نی ابوالاسد۔ یاد رہے کہ لقب اور کنیت دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیہ کردہ ہیں۔" طبقات ابن سعد جزء ثالث) آپ کا نسب نویں پشت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کی نویں پشت میں ایک نام کعب ہے۔ کعب کے دو فرزند تھے۔ مرہ اور عدی۔ مرہ کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عدی کی اولاد میں فاروق اعظمؓ ہیں۔

آپؓ خاندان قریش کے باوجاہت لوگوں میں سے تھے اور قریش کے شریف ترین لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے اور سفارت کا کام انہیں سے متعلق تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت فتوح البلدان کی روایت کے مطابق قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان میں سے ایک عمر بن الخطاب بھی تھے۔ حضرت عمرؓ ایمان لانے سے قبل بازار عکاظ میں اکثر کشتی کے مقابلوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے اور ہمیشہ کامیاب رہتے کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی اس لئے آپ کا شمار ملک عرب کے نامی گرامی پہلوانوں میں ہوتا تھا اور شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو حرکت تک نہ ہوتی تھی۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ کئی دن سے آپ دعائیں مانگ رہے تھے کہ "یااللہ دین اسلام کو عمر بن الخطاب سے عزت دے۔" آخر وہ دعائیں رنگ لائیں اور مشیت الٰہی نے ان کو کشاں کشاں دربار نبوت میں پہنچادیا۔ جب مسلمان ہونے کی نیت سے دربار رسالت مآب میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قدم اپنی جگہ سے چل کر معانقہ کیا اور حضرت عمرؓ کے سینے پر تین مرتبہ ہاتھ پھیر کر دعا دی کہ: "اے اللہ ان کے سینے سے کینہ و عداوت کو نکال دے اور ایمان سے بھردے۔ پھر جبرئیل امین مبارک باد دینے کے لئے آئے اور فرمایا۔ "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آسمان والے ایک دوسرے کو حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔"

حضرت عمرؓ کی عظیم ترین شخصیت و حیثیت اور ان کے بلند ترین مقام و مرتبہ کی منقبت میں یہی ایک بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کرکے ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور ان کے ذریعے اپنے دین کو زبردست حمایت و شوکت عطا فرمائی۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جس روز حضرت عمرؓ ایمان لائے اس روز سے اسلام عزت ہی پاتا گیا۔ آپ کا اسلام گویا فتح اسلام تھی آپؓ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپؓ کی امامت رحمت تھی۔ ہماری مجال نہ تھی کہ ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب عمرؓ ایمان لائے تو آپؓ نے مشرکین سے اس قدر جدال و معرکہ آرائی کی کہ مجبوراً" ان کو ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑی۔

ابن عساکر نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی ہے لیکن حضرت عمر نے جب ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار لی اور دوسرے ہاتھ میں تیر اور پشت پر کمان لگاکر خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوکر پڑھیں پھر سرداران قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں اس وقت ہجرت کررہا ہوں پھر نہ کہنا کہ عمر چھپ کر بھاگ گیا۔ جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد کرنا" اپنی بیوی کو بیوہ کرنا اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہو تو وہ نکل کر میرا راستہ روک لے۔ مگر کسی کو کچھ جرات نہ ہوئی کہ آپ کا راستہ روکتا۔

اس دار فانی میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ برس گزار کر تاج امامت صدیق اعظمؓ کے سپرد کیا تو صدیق اعظمؓ بھی اس دار فانی میں تریسٹھ برس مکمل کرتے ہی تاج امامت و خلافت فاروق اعظمؓ کے سپرد کیا اور پھر فاروق اعظمؓ نے بھی دس برس چھ ماہ چار دن تخت امامت کو زینت بخش کر ٹھیک تریسٹھ برس کی عمر میں یکم محرم ۲۴ ہجری کو جام شہادت نوش کرتے ہی روضہ نبوی میں صدیق اعظمؓ کے پہلو میں مدفن پایا۔ یعنی پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اعظمؓ اور فاروق اعظمؓ تینوں نے ہی تریسٹھ برس عمر پائی۔

فاروق اعظمؓ نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں جب ایمان لائے تو آپ سے پہلے صرف انتالیس مرد مشرف با اسلام ہوچکے تھے۔ مشیت الٰہی اور انتخاب خداوندی کے تحت حضرت عمر

چالیسویں نمبر پر داخل جماعت ہوئے ـــــ یاد رکھئے! نبی کو نبوت چالیس سال ہی میں ملتی ہے اور انسانی عقل کو کمال بھی چالیس سالہ ہونے پر ہی ملتا ہے۔ قدوسیوں کی جو جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تشکیل و تربیت پارہی تھی اس کی پختگی اور عزت کے لئے بھی بنیادی پتھر حضرت عمرؓ کو بنایا گیا کہ آپ چالیسویں نمبر پر ایمان لائے۔ دراصل آپ ہی کے اسلام لانے پر یہ جماعت پورے طور پر جماعت بنی۔

اب دیکھئے کہ چالیسویں نمبر پر داخل جماعت ہونے والے شاگرد نے استاد کی بارگاہ میں کیا مقام حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ سرور کائناتؐ کی نظر میں

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ:

○ "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان جب تم کو کسی راستے میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلنے لگتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

اور ترمذی شریف میں ہے تحقیق شیطان تم سے اے عمرؓ ڈرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی کسی بات میں شیطان کا دخل نہیں ہوسکتا۔ یہ صفت اگر عصمت نہیں تو ظل عصمت ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

"میں نے بحالت خواب جنت میں دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کررہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے معلوم ہوا کہ عمرؓ کا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مجھ کو تمہاری غیرت یاد آگئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔

حضرت عمرؓ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں آپ کے اوپر غیرت کرتا ہوں۔

(بخاری شریف و مسلم شریف)

(یاد رہے کہ پیغمبروں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے)

۳۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا اور اس کی تازگی میرے ناخنوں تک پہنچ گئی۔ پھر میں نے دودھ عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضورؐ اس کی تعبیر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دودھ سے مراد علم ہے۔"

(بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ علم دین میں بڑی فوقیت رکھتے تھے۔

۴۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں نے خواب دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ قمیص پہنے ہوئے ہیں بعض کے قمیص سینے تک ہیں بعض کے اس سے زیادہ لیکن عمرؓ کا قمیص زمین پر گھسٹتا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ قمیص سے مراد کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین۔"

(بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ سراپا دین تھے بلکہ ان کا دین ان کی ہستی سے بھی زیادہ ہے۔

۵۔ حضرت عقبہ ابن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔" (ترمذی شریف)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اگر بالفرض والتقدیر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ عمرؓ ہوتے لیکن حقیقت چونکہ یہ ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے اور میرے بعد کسی اور نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے عمرؓ مرتبہ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتے اور نہ صاحب وحی بن سکتے ہیں لیکن ان میں بعض خصوصیات ایسی ضرور ہیں جو انبیاء کرامؑ کے علاوہ اور تمام انسانوں کے درمیان ان کی ممتاز و منفرد حیثیت کو نمایاں کرتی ہیں اور عالم وحی سے ان کی ایک طرح کی مناسبت کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً" یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ ان کے دل و دماغ میں حق القاء کرتا ہے اور غیبی طور سے راہ حق ان پر روشن ہوجاتی ہے۔

حضرت عمرؓ صحابہ کرامؓ کی نظر میں

○ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی شخص عمرؓ سے زیادہ مجھ کو عزیز نہیں۔

○ ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ میں نے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر کسی آدمی پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔

○ جس وقت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی جانشینی کے لئے امت کے لئے حضرت عمرؓ کے نام کی سفارش کی اور آپ سے کہا گیا کہ آپ عمرؓ جیسے سخت گیر شخص کو ہم لوگوں کا حاکم بناکر جارہے ہیں۔ آخر آپ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس صورت میں یہ کہوں گا کہ اے خدا! میں تیرے سب سے بڑے پرستار کو امت کی زمام سونپ کر آیا ہوں۔

○ خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ سے پوچھا گیا کہ آپ عمرؓ بن الخطاب کیوں نہیں بن جاتے تو آپ نے فرمایا: میں لقمان بننے کی اہلیت نہیں رکھتا یعنی عمرؓ بننا اتنا ہی مشکل ہے جتنا لقمان حکیم بننا مشکل ہے۔

○ خلیفہ چہارم امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی

طالب کا قول ابو جحیفہ نے نقل کیا ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ محترم شخصیت ابوبکرؓ کی ہے اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ کا درجہ ہے۔ (بخاری شریف)

یزید بن وھب کا بیان ہے کہ سوید ابن غفلہ ایک دن حضرت علیؓ سے ملنے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ علیؓ امیرالمومنین تھے۔ سوید نے عرض کیا: امیر المومنین! میں بعض لوگوں سے ملا ہوں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ کو ان کے درجے سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی عظیم خدمات کا استخفاف کرتے ہیں۔ شیر خدا غضب ناک ہوگئے اور فرمایا! اس کی قسم جو دانے کو اگاتا ہے اور مخلوق کو پالتا ہے ان دونوں سے وہی محبت کرے گا جو مومن اور صاحب فضیلت ہوگا۔ ان سے بغض و عناد رکھنا شقاوت اور گمراہی ہے۔ محبت شیخین باعث تقرب الٰہی ہے اور ان سے عناد ضلالت کا سبب ہے۔ آخر لوگوں کو کیا ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان بھائیوں وزیروں اور دوستوں، سرداران قریش و پدران ملت کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام برائی سے لینے والوں سے میں بری ہوں ایسے بدگو کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

○ عبدالعزیز بن جعفرؒ نے ایک مرتبہ حضرت حسن بن علیؓ سے پوچھا کہ آیا شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی محبت سنت ہے؟ تو انہوں نے فرمایا سنت ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

○ ایک شخص نے جب علی بن الحسنؒ سے یعنی امام زین العابدین سے دریافت کیا کہ ابوبکر اور عمرؓ کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کیا تھا؟ تو انہوں نے فوراً فرمایا: وہی جو اس وقت ہے یعنی جیسے یہ دونوں آج نبی علیہ السلام کے ہم مرقد ہیں زندگی میں بھی یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے ہی قریب تھے۔

○ سیدنا حضرت امام جعفر صادقؒ کا قول ہے کہ میں اس شخص سے سخت بیزار ہوں کہ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔

○ حضرت سعید بن زیدؓ حضرت عمرؓ کی شہادت پر بہت روئے تو کسی نے پوچھا: کیسے رو رہے ہیں آپ؟ فرمایا: میں تو خود اسلام کو روتا ہوں۔ عمرؓ کی موت اسلام کا ایک کاری زخم ہے جو تا صبح محشر مندمل نہ ہوسکے گا اور ایک خلا ہے جو تا ابد پر نہ ہوسکے گا۔

حضرت عمرؓ بیگانوں کی نظر میں

حضرت عمرؓ نام ہے اس عظیم تاریخی شخصیت کا

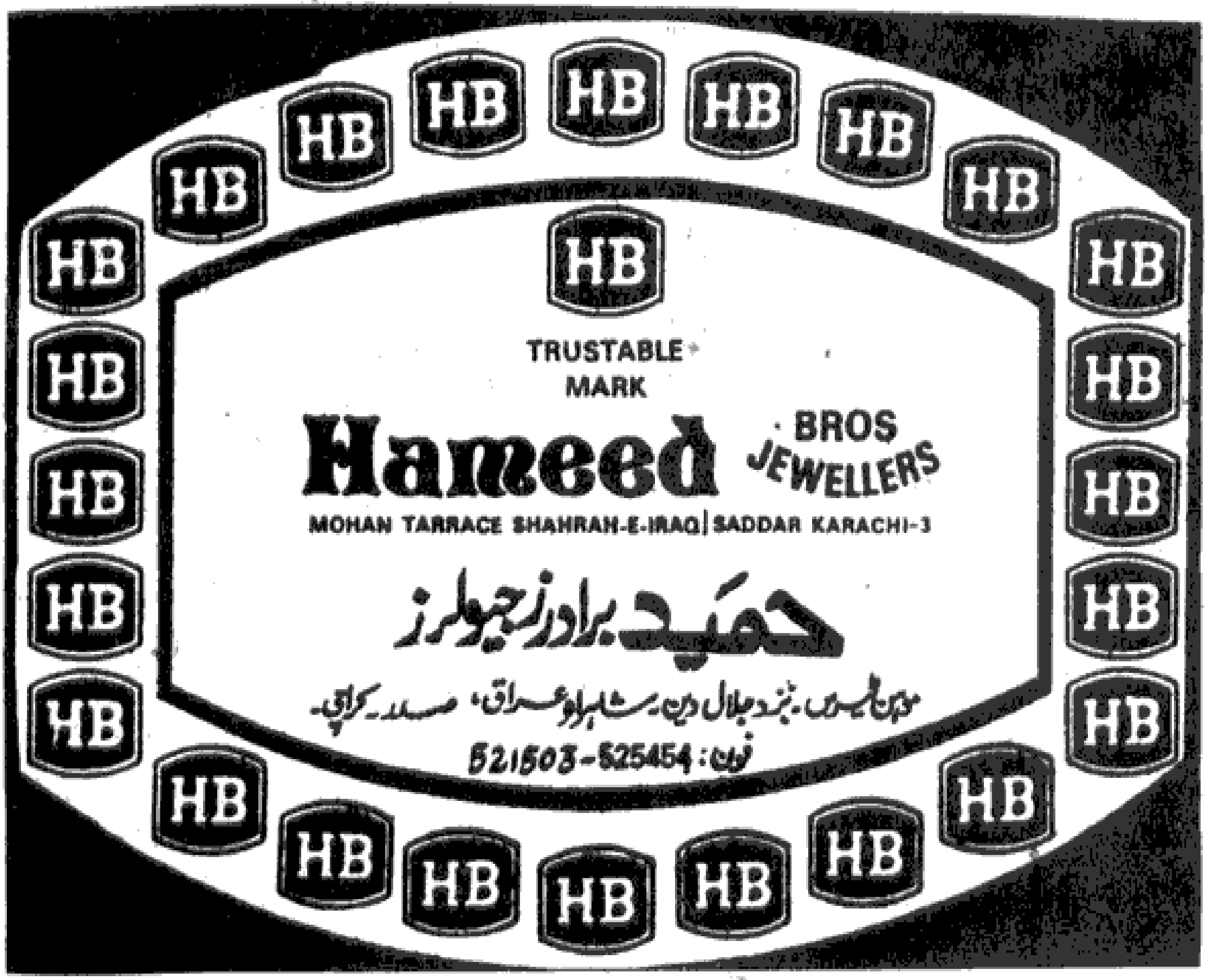

کہ جن کا مقام و مرتبہ تاریخ اسلام میں ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم میں بھی بہت بلند ہے۔ آپ کی جلالت شان کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ ہے کہ متعصب سے متعصب مغربی مورخ بھی جب حضرت عمرؓ کا ذکر کرتا ہے تو وہ چاہتے ہوئے بھی کسی نہ کسی طور ان کی عظمت کا اعتراف کر بیٹھتا ہے اور ذی شعور اغیار بھی آپؓ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں مجبور ہوئے۔

ا۔ مشہور مورخ "سر ولیم میور" بہت بڑا فاضل تھا۔ اسلام اور بانی اسلام کا شدید ترین دشمن تھا۔ عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت اس کا مقصد زندگی تھا۔ اس نے دو کتابیں حیات آنحضرت اور دی خلافت اس لئے لکھیں تاکہ عیسائی مبلغین ان کا مطالعہ کریں اور مسلمانوں سے مناظرہ و مجادلہ کے وقت ان سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ پرلے درجے کا متعصب تھا لیکن وہ بھی اس بات پر مجبور ہوگیا کہ آپؓ کی عظمت کا برملا اعتراف کرے۔ چنانچہ اپنی کتاب "دی خلافت" کے صفحہ نمبر۱۹۰ پر تحریر کرتا ہے کہ:

حضرت عمرؓ کی حیات کے چند گوشے یہ ہیں۔ سادگی اور فرائض کی سرانجام دہی پر آمادگی۔ ان کے دو راہنما اصول تھے۔ آپ کے نظم و نسق کے دو روشن ترین جوہر غیر جانبداری اور اخلاق تھے۔ آپ کا احساس معدلت بڑا مضبوط تھا سپہ سالاروں اور حاکموں کے باب میں آپؓ کا انتخاب رو رعایت سے بالکل پاک تھا آپ درہ بدست مدینہ کی گلیوں اور منڈیوں میں گھومتے تھے مجرموں کو بر سرعام سزا دیتے تھے۔ بنا بریں یہ بات ضرب المثل ہوگئی کہ درہ عمرؓ اپنی دہشت آفرینی میں تلوار سے زیادہ اثر خیز ہے اس کے باوجود آپ کا دل رقیق تھا شفیق تھا۔ یہ حقیقت ان گنت شواہد پر مبنی ہے کہ بیوگان یتامیٰ کے دکھوں کا دور کرنا اور ان کے لئے سکھوں کا اہتمام کرنا آپ کا نصب العین تھا......"

۲۔ معروف ہندو قائد "مہاتما گاندھی" نے ۷ ار جولائی ۷ ۱۹۳ء کو بمقام پونا (ہند) تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"سادگی ارباب کانگریس کا خاصہ و اجارہ نہیں ہے۔ میں رام چندر جی اور کرشن جی کا نام نہیں لے سکتا وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کی شخصیتیں تاریخی شخصیتیں نہیں ہیں' میں مجبور ہوں کہ (حضرت) ابوبکرؓ اور (حضرت) عمرؓ کے نام لوں۔ وہ عظیم الشان فرمانروا تھے وسیع سلطنت پر ان کا تصرف تھا مگر انہوں نے فقیرانہ زندگی بسر کی۔"

(ہری جن ۷ ۳۷ء)

۳۔ لافریڈ گلیوی کہتا ہے:

"عمرؓ کو اسلام کا سینٹ پال کہا جاتا ہے' وہ روحانی اور جسمانی طور پر بہت مضبوط تھے۔ اپنے آخری دور میں پیغمبر اسلام اکثر ان سے مشورہ کرتے تھے۔ ان کے مخالفین نہ صرف ان کی دیانت اور صاف گوئی سے متاثر تھے بلکہ ان کے درے سے بھی خوف کھاتے تھے۔"

(Islam by Alfard '۹ صفحہ)

۴۔ ڈنکن بی میکڈانلڈ لکھتا ہے:

"ابوبکرؓ کی وفات کے بعد عمرؓ خلیفہ بنے۔ ان کا انتخاب خاموشی سے ہوا۔ انہیں ابوبکر نے نامزد کیا تھا۔ باقی لوگوں نے بھی ان کی نامزدگی کی تصدیق کی۔ اس طرح اسلام میں حکمران منتخب کرنے کا دوسرا اصول شروع ہوا۔ وہ اصول یہ تھا کہ خلیفہ کسی کو اپنا جانشین نامزد کرے بشرطیکہ وہ ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہو۔ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ وہ ریاست کی بہترین انداز سے تعمیر کرسکتا ہے بعد کے واقعات نے ان کے فیصلے کی صحت پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اپنے سپہ سالاروں کی مدد سے انہوں نے دمشق اور یروشلم ہی فتح نہیں کئے اس کے بعد مصر پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا وہ مسلم ریاست کے آرگنائزر تھے۔"

(Development of muslim theology juris prudence and constitution by Duncan B. Macdonald)

۵۔ جی۔ ای۔ وان گرون بام لکھتا ہے:

"بلاشبہ عمرؓ ابوبکرؓ کی طرح اپنے وقت کے عظیم ترین حکمران تھے وہ اسلامی طبقہ اشرافیہ میں سے تھے۔ عمرؓ نے نظام حکومت وضع کرکے مسلمان حکمران میں سب سے زیادہ کام کیا۔ اس حکومت کو آپؓ عرب مسلم تھیوکریسی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس حکومت کا مرکز مدینہ تھا جو مذہبی اور انتظامی مرکز بھی تھا۔ تاہم صوبائی حکام کو بھی کافی اختیارات حاصل تھے۔"

Classical Islam (صفحہ ۵۵)
by G.E.Von Grune Baum

۶۔ فلپ۔ کے۔ حتی لکھتا ہے:

"عمرؓ نے آخری لمحے تک سادگی' کفایت شعاری اور پاکیزگی کو اپنائے رکھا۔ زندگی میں اقتدار کا نشہ کبھی ان کے کردار کو نقصان نہ پہنچا سکا اور موت کے دروازے پر بھی ان کا کردار اسی طرح بے داغ رہا۔ ایک مسلمان مورخ شبلی نعمانی کے الفاظ میں "ان کی شخصیت میں سکندر' ارسطو' عیسیٰ علیہ السلام' سلیمان علیہ السلام' تیمور' نوشیروان' امام ابوحنیفہ اور ابراہیم ادھم کی شخصیتیں ایک ساتھ اکٹھی ہوگئی تھیں۔ بھرپور عقیدے' راہنمائی کی بہترین صلاحیتوں سے مالا مال اپنے وقت کی دو عظیم ترین مملکتوں کو فتح کرنے والا اور خلافت ایسے ادارے کو قائم کرنے والا عمرؓ عرب تاریخ میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ عمرؓ کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسل میں بہت اہم حیثیت حاصل تھی انہوں نے شراب پر پابندی لگانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عمرؓ کا اسلام کے متعلق علم بہترین تھا۔ وہ انصاف کے تقاضوں کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے انہوں نے انصاف کے نظریئے کو عملی جامہ پہنایا۔ شام فتح ہوا تو وہاں کی ایک ریاست کے حکمران نے اسلام قبول کیا اور حج کرنے کے لئے مکہ **معظمہ** آیا کعبے کے گرد طواف کرتے ہوئے ایک بدو کا پیر اس کے احرام پر آگیا۔ اس نے غصے میں بدو کو تھپڑ مار دیا۔ خلیفہ نے بدو کو بھی اسی طرح تھپڑ مارنے کا حکم دیا۔ اس

باقی صفحہ ۳۲ پر

Islamabad. Allah's curse for naming infidelity as Islam! This new Qadiani centre became the hub of apostatic activities. Simple Musalmans in the U.K. and elsewhere, unaware of the Qadianis guile, would have been caught in their snare but, thanks Allah, the most Beneficent, the Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat stepped in at the opportune time. They sent out a call to Muslim leaders of the world to convene in Wembley Hall, London. As Allah willed it, this turned out to be a grand get-together in 1985. Its unexpected success has led to regular subsequent annual meets in London.

In the plenary session which was well attended, a high-objective decision was made, that is, to take necessary measures to establish a permanent office for the Majlis in London to coordinate world-wide activities of the Majlis and develop its aims and objects in distant countries that would not have been possible otherwise. By Allah's grace, this step turned out to be very beneficial because no sooner were the Qadiani plans known than they got quashed and some nipped in the bud, as happened in Mali.

The Majlis purchased a building for 1,35,000 pounds sterling on April 26, 1987. Presently it consists only of two large halls on 12000 sq ft. This is situated in the heart of London Metropolitan area and was a church building. The Majlis started its work in it straightaway by opening an office and establishing a library. Prayers on Eid days, Fridays, Tarawih during Ramadhan Mubarak and the daily five-time *'salat'* are also regularly performed by the grace of Allah the Exalted.

Organizational activities of the Majlis are undertaken in the London Centre and, as need arises, training courses are held in which Islamic principles and dogmas in relation to the Last Prophethood are spelled out by learned theologians in the light of injunctions of Quran Hakeem, the Sunnah and consensus of jurists. Sermons and lectures are delivered before the elite, during well-attended workshops and seminars, on the subject of dualist-infidelity of Qadianis and their apostasy. From this Centre is distributed literature in refutal of Qadiani heresy. Teams of preachers are sent out from this base and additional plans are on the anvil to enlarge this service skilfully in the cause of Allah not only for Europe but also for other Western countries. Strategies, as they unfold, shall bear fruits, Insha Allah.

The Nucleus

The present building of the London Centre consisting of two big halls needs, apart from repairs, some necessary new construction on urgent basis. These additions are a must because as work-responsibilities increase, so do the structural needs to house them.

The project is estimated to incur an expenditure of 2 million pounds sterling. In the name of Allah, the Exalted we propose to have a nucleus consisting of:

1. Office for Majlise Tahuffuze Khatme Nubuwwat
2. Educational Wing
3. Large library set-up
4. Seat for juristic verdicts/Muslim Case Laws.
5. Site for a mosque
6. Congregational halls
7. Lodges for teachers and keepers
8. Study Rooms for preachers
9. Offices for International weekly/monthly magazines planned to be brought out in Arabic and English languages, Insha Allah.

Muslim brothers and sisters are cordially invited to donate generously for this Project by remitting cheques, bank drafts etc. to **ACCOUNT NO. 70100285 BARCLAYS BANK, STOCKWELL BRANCH, 258 CLAPHAM ROAD, LONDON SW9 9AF SORT CODE:- 20-82-22** with a copy for information to our London Office, 35, Stockwell Green, London, SW9 9HZ, U.K. (Phone 071-7378199).

بقیہ آپ کے مسائل

کرنا جائز ہے جس مقدار میں نشہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ جبکہ پیپسی کولا اور کوکا کولا میں ڈالا جانے والا الکحل اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے۔

(ملخصاً از فقہی مقالات ج ا ص ۲۵۳)

الکحل المسکرہ الیوم صارت تستعمل فی معظم الادویۃ ولاغراض کیماویۃ اخری ولاتستغنی عنہا کثیر من الصناعات الحدیثۃ .... والذی ظہر لی ان معظم ہذہ الکحول لاتصنع من العنب بل تصنع من غیرھا...... العسل والتین والحب والشعیر الخ

(تکملہ فتح الملہم ج ا ص ۱۱)

الکحول المسکرۃ التی عمت بہا البلوی الیوم فانہا تستعمل فی کثیر من الادویۃ والعطور والمرکبات الاخری فانہا ان اتخذت من العنب اوالتمر فلاسبیل الی حلتہا اوطہارتہا

(تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۶۰۸)

quotes texts with dates from Qadiani books from his computer-patterned memory.

(6) Department of Law Suits and their Follow-up

More often than not, court cases have to be pursued against Qadianis. Many such are pending in Pakistani courts, at least twenty-nine in Sindh courts alone. Sometimes it is a Qadiani who lodges a complaint. Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat defends on behalf of the oppressed Muslims and bears expenses.

As a point of interest, it may be mentioned that Qadianis instituted a law-suit against the Muslims of South Africa in the Supreme Court of South Africa, Good Hope Division.

Majlis sent its team of lawyers, with complete record and books of references. They copiously argued to success, before a Jewish woman-judge. By Allah's grace and help, the Qadianis lost their case and the Imam of the mosque who had been turned out from 'Imamat' by Muslims due to his Qadiani faith was not reinstated by the Court, but only some money was decreed to be paid out to him, out of compassion for loss of his reputation in society and to compensate him for the loss of his service in the mosque.

Most interesting is the final remark in this judgement. It says "Money is a poor consolation for being intentionally deprived of any meaningful contact with friends and even relatives and treated as a harmful pariah". The judge calls the Qadiani "a harmful pariah". By Allah, the Jewish judge, out of her sympathy for the Qadianis, falls into calling Qadianis "Pariahs". And "Pariah", as per dictionary, has two meanings, (a) a vagabond dog who roams as a loafer in streets and (b) a low caste person, a scavenger, an untouchable.

(7) Sending Delegations abroad

The Majlis performs this work in a dedicated manner. The first official interlocutor was Hazrat Maulana Lal Hussain Akhtar, (may his soul rest in peace). He held meaningful dialogues and discussions in Fiji Islands, Germany, Britain and India. While in Britain, he was successful in getting back the Shahjahan Mosque (constructed by dowager Princess of Bhopal in Woking, London) which the Qadianis had occupied in 1901. At last, the mosque was released after 67 years. Praise be to Allah. This mosque continues to be in the possession of Muslims today. Moreover, the Majlis has sent delegations to numerous places in the world, such as Burma, Indonesia, Singapore, Thailand, European continental countries, American States and to many African countries. This is a regular feature of the Majlis that it sends Tablighi missions abroad and holds annual meets, conferences and tete-a-tete sessions in different locations of the World. In Spain, Mauritius and Bangla Desh, there are full-fledged offices that are active.

In January 1990, the Majlis rushed a delegation to the Republic of Mali, a Muslim-populated country in West Africa, when a report was flashed to the central office of the Majlis that 35,000 Muslims, owing tribal allegiance to a Sheikh, by name Umar Kante, has been won over by Qadianis on promises of monetary aid for their agricultural inputs, health schemes, educational institutions, roadways and rural electrification. Maulana Abdur Rahman Yaqoob Bawa, the versatile talent of the Majlis, assisted by Maulana Manzoor Ahmad Al-Hussaini flew into Mali. Kante realised his mistakes. Flabbergasted beyond words, he threw his arms up in the air, in view of several hundreds of his men and, bowing low with folded hands, pleaded to Allah for forgiveness. Tears rolling down his cheeks, he stood broken in anguish. Said he: "they had told me that Deen Ahmadiya was no different from Deen Muhammadiya". The guileless Kante had been hoodwinked.

(8) The Majlis Provides Financial Aid

People who have forsaken Qadianiat to rejoin Islam by Allah's guidance, and, as a result, have lost their jobs, professions or work-outlets, have been helped out with money and resources for establishing themselves in their new set-up. Many can be seen living honourably after the Majlis has rehabilitated them. All praise is due to Allah, the High. Then, there are some tragic cases of those who either lost their life or were declared missing or kidnapped by these infidels. Their families are philanthropically treated by the Majlis, compensated and sustained. The Majlis is glad to spend this money in a spirit of seeking Allah's pleasure.

(9) The Majlis Established a Centre in London in 1987

Need for setting up a centre in England arose immediately when the Qadiani head, Mirza Tahir Ahmad, grandson of Mirza Ghulam Ahmad, running away from Pakistan, incognito at dead of night, found an asylum for himself in London. The British, old faithful ally of the Qadianis, provided this runaway all possible cover. Very much understandable! As a result of this conjunction Mirza Tahir secured 25 acres of land for a housing project for his clan, giving this colony the name of

the Qadianis established there a centre or town for their activities. They named this town 'Rabwah'. Having been set up as a result of British charity, Rabwah and the adjoining tract was turned into a Qadiani sanctuary. Of course, Rabwah was its metropolis, where a parallel administration flourished through their chief functionary, called 'Khalifah', with an advisory council promulgating rules and enforcing laws. Rabwah had its own secretariat, a judiciary, and seats of Qadiani theology. Even secret armories existed. Muslims were denied entry into the town without sufficient proof of their bonafides, nature and purpose of visit Those allowed inside were shadowed and secret Intelligence kept surveillance over them. In short, the pattern was exactly like a communist territory behind an 'iron curtain'. Pakistani law was a taboo there and a Muslim could neither purchase land, own or construct houses nor open up business firms in Rabwah.

Thanks Allah, the movement launched by the Majlis saw this private sanctuary eliminated. The town was declared an open city and the Majlis renamed it Siddiqabad. The Qadianis' dream of having a 'Vatican city' for their 'pontiff' vanished into thin air. All this became possible through untiring and selfless efforts of the stalwarts of Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat who succeeded in setting up there mosques and two Islamic centres. This wonderful step resulted in bringing many Qadiani families back into the Islamic fold.

(3) Majlis publishes Literature in rebuttal of Qadianism

Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat has published hundreds of books, pamphlets, booklets and handbills in Arabic, Urdu, English, and German in refutation of Qadiani blasphemies. Some of these have been reprinted in thousands and distributed free. Not only that. Cassettes in the English language have been recently brought out for the benefit of people abroad and foreigners. Withal, the Majlis produces two weeklies, beautifully printed and multi-coloured. One is 'International Weekly' magazine from Karachi under the able editorship of Maulana Abdur Rahman Bawa. and the other, 'Lolak' weekly, from Faisalabad. They have a wide distribution at home and abroad by Allah's grace.

(4) Setting up of Libraries

The Majlis sponsors many Reading Rooms and maintains several libraries. These play a positive part for public consumption and in educating Muslim intelligentsia on Qadiani heresy. Without them, many of our religious academicians would not know the difference between a Qadiani non-Muslim and other non-Muslims. The main library is in the central office of the Majlis at Multan where important Islamic books are available, along with old and contemporary Qadiani literature. It is hardly possible to minimise the importance of possessing all possible Qadiani literature, old and new, in the library because it has been noticed, that at the time of scholastic confrontations, the Qadianis mix original works with their reprints. Their intention is to confuse Muslim Ulema and to confound them over references, so as to create embarrassment during discussions, debates and argumentations, since more often than not, they would shift their stance when arguments corner them. Therefore, a comprehensive study of all their past and present books along with reprints is necessary.

(5) Training of Preachers

Here the need arises of having trained personnel. This is undertaken meticulously by the Central Office at Multan, followed by regional offices where the faculty of Majlis hold exhaustive courses and seminars. In these training centres, intelligent and imaginative young men who must have read all necessary disciplines of Islamic theology including Sharia and jurisprudence, are trained for interlocution, and in the art of repartee and logic. They are given additional lessons in the art of conducting contest by argumentation. They are provided Qadiani literature to read and assimilate. In this way they are in a position to draw their inferences independently, thus leading to a build-up of self-confidence. In short, a team of dedicated men who are paid suitable emoluments is prepared and they hold aloft the banner of Khatme Nabuwwat صلی اللہ علیہ وسلم May Allah bless them with success in undoing the stupendous harm done to the millat and the humanity by the Qadianis. Besides these arrangements, the elders of the Majlis deliver lectures and talks, followed by question/answer sessions in Deeni Madrasas and mosques. In this way, the Majlis functionaries are always engaged in discourses and sermons on the subject of Khatme Nubuwwat in public and private.

Here must be mentioned the marathon effort put in by Hazrat Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi, a characteristically indefatigable marvel, who is the first Deputy Chief of the Central Majlis, assisted by Dean of faculty of Tabligh Maulana Abdur Rahim Ashar, a prodigy who

Establishment of Majlis Takes Place

These secret aims, on their disclosure, caused a great concern to the Ulema of Indo-Pakistan sub-continent. The learned men of Islamic Law rose to fight out this 'satanism', to save Muslims from becoming apostates. In pursuance thereof, Amir-Shariat Syed Ataullah Shah Bokhari, may his soul rest in peace, established an organization in Pakistan in 1952, by name Aalami Majlis Tahaffuze Khatme Nubuwwat, an exclusively religious body with no political strings attached, objective being to stop simple Muslim folks from falling into this 'Satan-activated' movement of Qadianism launched in the name of Islam. The lie of Ghulam Ahmad, that he was a prophet sent down by Allah to renovate, reform and refurbish Islam, needed to be exposed vis-a-vis the correct Islamic dogma. To carry out this important work, therefore, the Majlis set up its central office at Multan, now being looked after by Maulana Aziz ur Rehman. At present, the Majlis has more than forty offices in Pakistan and elsewhere. By Allah's grace, they are manned by well-trained personnel. Additionally, nine religious schools and ten mosques are run by the Majlis, and their expenses are fully met by it. These houses of Sharia knowledge are operating close to where the Qadianis have set up their apostatizing centres.

Services Rendered by the Majlis

The circumstances leading to the establishment of the Majlis having been mentioned briefly, the services rendered by it will now be recounted.

(1) Majlis succeeded in getting Qadianis (who call themselves Ahmadis) declared as non-Muslims.

Soon after its inception, the Majlis, aiming to get Qadiani or self-styled Ahmadi declared a non-Muslim community of Pakistan, embarked on an anti-Qadiani movement in 1953. Actually,this was part of a three-pronged demand, namely, (a) declaration of Qadianis as non-Muslims (b) dismissal of Zafarullah Qadiani from foreign ministership and (c) removal of Qadianis from key posts in the government.

But the difficulty arose that Zafarullah Qadiani was well-saddled in his seat, supported by his masters abroad and the anti-Islamic world forces. No wonder, the fledgling Pakistani government acquiesced. In a struggle that followed as a result of Qadiani conspiracy, no less than ten thousand Muslims lost their lives for the noble cause. Despite this heroic martyrdom, the anti-Qadiani movement of the Majlis lived on. The initial set-back turned out to be temporary because the 'light in the lamp lay not dead'. By Allah's grace, it flickered, kindled and reshone under the tenacious personality of Hazrat Maulana Muhammad Yusuf Binnori, (Allah's mercy on him), who took over and saw the Majlis rejuvenate. At last, after great struggle and extreme perseverance put up by the Majlis, the national Assembly of Pakistan declared in 1974 the Qadianis or the so-called Ahmadis are non-Muslims. *Alhamdulillah*. Subsequently this became the law and a part of the country's Constitution. Thanks to Allah, million-fold and high aloft remain the banner of Nubuwwat of Hazrat Muhammad Mustafa! .... But, as it ought to be,the Qadianis did not take to this kicking. They started playing foul. In breaking the law of land, they adopted the modus of 'hit and run.' In the meantime, on Hazrat Binnori's sad demise (may Allah shower blessings on him) Hazrat Maulana Khan Muhammad Sahib, (may Allah increase His favours on him), took over the mantle and after an year's efforts, the Majlis succeeded in getting an Ordinance issued by General Muhammad Zia-ul-Haq, President of Pakistan,on April 26, 1984, which inter-alia, (a) stopped Qadianis from calling themselves Muslims (b) restrained them from announcing their worship calls like calls of *azan* (c) prevented them from naming their worship places as mosques (masjid) and (d) forbade them from using those distinctive features which are Islam's basic cognizances (Sha'ir-e-Islam).

(2) Majlis succeeded in removing the 'Iron Curtain' around Rabwah

On the Partition of India the British sold a large tract to Qadianis in the Punjab, within territorial limits of Pakistan, on a nominal price, as a parting gift for their past services. Actually, Ghulam Ahmad Qadiani was a servile flatterer of the British. He was a vassal and his followers closely followed him in this capacity. Vassal is a person who holds land from a lord to whom, in return, he gives help in war or whenever needed. Because of this servile work which was performed by Ghulam Ahmad and his followers, the British government gave them lands in the Punjab. Of course Ghulam Ahmad's forefathers as vassals to their British lords, had supplied them men and horse to fight against the Indian Muslims who had risen in revolt in 1957. This fact of vassalage of Ghulam Ahmad and his family must be borne in mind to understand as to why the British gifted lands to them in the Punjab. Having got the said tract in Pakistan, in return for their past vassalage,

AALAMI MAJLISE TAHAFFUZE KHATME NUBUWWAT AND ITS SERVICES

An Introduction

Translated by
K.M. Salim

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

***Note:** Qadianis have deceptively adopted the name of "Ahmadis" for themselves. They are also known as Lahorees and Mirzais)*

Before introducing the readers to the organization and institution of Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat, it is necessary to dilate briefly about Qadianism.

THE CORE OF QADIANIAT

Qadianism is a fistula. It is a running sore like Zionism corrupting the world community, with the difference that Qadiani adherents masquerade as Muslims. Actually they are not Muslims. Let the Muslims all over the world know about it and take note. And beware, Qadianiat inflicts great damage to Islam. No other religion does so because Qadianis are hypocrites.

The embryo that gave birth to this surreptitious fetus was a person, by name Mirza Ghulam Ahmad, born in a village of India called Qadian, round about 1838/40. He laid all sorts of impossible claims, saying that he was the promised Masih, son of Mary (Hazrat Mariam), the promised Mahdi, reincarnation of Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم and of Hindu god Krishna, and all such bunkum. Actually, he was a megalomaniac under the delusion of greatness.

But it was in 1901 that he stabbed Islam in the back and came out with a claim that Allah had nominated him as a prophet and said that he had received Divine Revelations (wahi) through angels enjoining upon him to streamline Islam. Incidentally, one of his angels was a young Englishman, sitting on a chair in front of a table, and spoke revelations to Mirza in English. Mirza in wonderland!

Mirza was able to perform this trickery by taking advantage of the word 'Ahmad' which happened to occur in his name as 'Ghulam Ahmad'. This gave him the cue to establish a new faith. He did so and gave it the name of "Ahmadiyah". This was meant to confuse Muslims, so that they could take it as a denomination of Islam. In this way, he adopted the name of Ahmadiya to satisfy his ego. His hypocrisy was that in this manner he could maintain an affinity with Islamic nomenclature, since through Quran Hakeem, he had known that Muhammad and Ahmad are two specific names of Islam's Prophet صلی اللہ علیہ وسلم.

But the phrase "Ghulam Ahmad' means 'Slave of Ahmad' (Ghulam lexically stands for "slave") yet Mirza shook off the bondage of Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم and, disowning his "Ghulami" (slavery), he established dogmas of a faith he called "Ahmadiyah". Therefore, it is evident that the base of this faith is on a tricky similitude with Islam. Consequently, infidelity of a Qadiani who calls himself Ahmadi is founded on the fundamental principle of dualism (zindiqah) and so he is a 'dualist-infidel' (zindiq-kafir)

Aims and objects of Qadianism or so-called "Ahmadiyat"

They are mainly:

(1) To believe in the pseudo-prophethood of Ghulam Ahmad, in his concocted revelations, prophecies,etc.
(2) To create disunity among Muslims.
(3) To confuse them by preaching dualism.
(4) To apostatize them.
(5) To break away Muslims form their Ummah.
(6) To abrogate Allah's Order of Jehad.
(7) To conspire against Muslim countries.
(8) To establish a Qadiani state in the world.

بقیہ عمر بن الخطابؓ

صورت حال سے تو مسلم امیر گھبرا گیا۔"

(Makers of Arab History)

۷۔ فاضل جون ڈنم پارسنز اپنی کتاب "ہمارا فرزند خدا" کے صفحہ ۲۵ اور ۴۶ پر لکھتا ہے۔

"(حضرت) عمرؓ عظیم تھے' فیاض تھے' حضرت عمرؓ اور آپ کے پیروؤں نے ۶۳۷ء میں بیت المقدس فتح کیا انہوں نے عادلانہ و کریمانہ طرز عمل کا اظہار کیا' عیسائیوں کے صلیبی ستیزہ کاروں نے یروشلم کو ۱۰۹۹ء میں فتح کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں کو بھی اپنے وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا۔ چھٹی صدی کے مسلمان گیارھویں صدی کے عیسائیوں سے بھی زیادہ مہذب تھے۔ ان صدیوں کے درمیانی عرصہ میں جن اشخاص نے سائنس اور تہذیب کے چراغوں کو درخشاں و تاباں رکھا وہ عیسائی نہیں مسلمان تھے۔"

۸۔ روز نتھال لکھتا ہے:

"مسلمانوں کے پاس بہترین نمونہ (حضرت) عمرؓ کا ہے۔ اس لئے ان کا فرض ہے کہ جن کاموں کا انہوں نے آغاز کیا تھا مگر ان کے بعد تاریخ میں آنے والے اسلامی حکمرانوں نے انہیں ادھورا چھوڑ دیا ہے اب انہیں دوبارہ مکمل کریں۔"

(Islam in the Modern Nations by Ervin Rosenthal)

۹۔ برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ:

"خلیفہ عمرؓ (۶۳۴ء ..... ۶۴۴ء) اول اسلامی مملکت کے عظیم معمار تھے۔ ان کے دور میں اس مملکت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں۔ قدیم اسلامی روایات کے امین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکومت اور فوج کے انتظامی امور بہت اچھی طرح سمجھتے تھے وہ مذہبی طور پر سخت گیر مگر آہنی عزم کے حکمران تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مال غنیمت میں ان کے خوابوں سے بھی زیادہ ملنے والی دولت کے برے اثرات سے بچانے کی کوشش کی تاکہ وہ مادہ پرستی سے دور رہیں۔ ان کے دور میں عربوں کی فتوحات کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہوا۔"

(جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۲۵)

۱۰۔ انسائیکلوپیڈیا انٹرنیشنل میں درج ہے کہ:

"(حضرت) عمرؓ (۶۳۴ء ... ۶۴۴ء) دوسرے خلیفہ تھے۔ انہوں نے اسلامی ریاست کو مملکت میں تبدیل کیا۔ ابتداء میں انہوں نے مکہ میں محمدؐ کی مخالفت کی تھی مگر ۶۱۵ء میں وہ مسلمان ہوگئے۔ مدینہ میں ابوبکرؓ کے بعد وہ سب سے قریبی مشیر تھے۔ ۶۲۵ء میں جب عمرؓ کی بیٹی حفصہ کی شادی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہوئی تو ان کے مرتبے میں مزید اضافہ ہوا۔ ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد وہ خلیفہ بنے۔ ان کے عہد میں اسلامی مملکت کو عراق اور شام تک پھیلنے کا موقع ملا۔ اسی دور میں (۶۳۹ء) ایرانی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ ۶۳۹ء میں اسلامی فوجوں نے بازنطینی فوجوں کو شام میں اور ۶۴۱ء میں مصر میں شکست دی۔ عمرؓ نے مقبوضہ علاقوں کا بہت اچھا انتظام کیا۔ ان کی فتوحات کا یہ سلسلہ ۶۴۴ء میں ان کی موت کے بعد ختم ہوا۔"

(جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۳۲۶)

۱۱۔ دی نیوز چمسن انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ:

"عمرؓ عرب خلیفہ تھے وہ پیغمبر اسلام کے قابل ترین مشیروں میں سے تھے ابوبکرؓ کے بعد ۶۳۴ء میں وہ خلیفہ بنے۔ ان کے دور حکومت میں عربوں نے شام' فلسطین' مصر اور ایران فتح کئے۔ یروشلم میں ایک مسجد بھی ان کے نام سے منسوب ہے۔"

(صفحہ ۹۷۲)

۱۲۔ میکملن انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ:

"اسلام میں دوسرے خلیفہ عمرؓ کو اسلامی ریاست کا بانی کہا جاتا ہے۔ ان کے عہد میں بہت سے علاقے فتح ہوئے۔ ۶۳۸ء میں وہ یروشلم کی فتح کے بعد وہاں گئے۔ ۶۴۴ء میں ایک ایرانی غلام نے انہیں مدینہ میں قتل (شہید) کردیا۔"

(صفحہ ۸۸۹)

۱۳۔ چیمبرز انسائیکلوپیڈیا میں ہے۔

"عمرؓ ابن الخطاب دوسرے خلیفہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھی اور ان کی بیوی حفصہ کے والد تھے۔ وہ بہت زبردست شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے جرنیلوں اور سپاہیوں سے خلیفہ (کے منصب کی) عزت کرائی۔ ان کے دور میں شام' عراق اور مصر فتح ہوئے اور یوں ایک عظیم اسلامی مملکت قائم ہوئی۔"

اس مختصر مضمون میں اپنوں اور بیگانوں کے جو تاثرات و اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ وہ ان تحریروں کا ایک ادنیٰ حصہ بھی نہیں جو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی ہیں۔ لیکن ان سے یہ اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے کہ اس آفتاب عظمت کی روشنی نے بیگانوں کے کاشانوں کو بھی نورانی کیا تھا اور وہ اس بات پر مجبور ہوگئے تھے کہ آپؓ کی عظمتوں کا برملا اعتراف کریں۔

عمرؓ ابن خطاب فاروق اعظم
وہ خیر سراپا وہ عدل مجسم
وہ نقاش تہذیب و نباض فطرت
سیاست مقدس حکومت منظم
وہ رائے کہ وحی خدا سے توارد
یہ عرفان حق یہ فراست کا عالم
عمرؓ کی شہادت ہے کتنی مبارک
اسی سے ہے آغاز ماہ محرم
مسلمان ذکر عمرؓ کر رہے ہیں
[illegible] آہ و بکا ہے نہ فریاد و ماتم
میری منقبت کے یہ اشعار ماہر
کوئی موج کوثر کوئی موج زمزم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند تین قسم کے آدمی ہیں۔

۱۔۔۔ حرم میں الحاد کرنے والا۔

۲۔۔۔ اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا۔

۳۔۔۔ بغیر حق کے کسی کا خون بہانے والا۔

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظّم وارداتوں پر پاکستان کا ہر شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے۔ افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اُٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوّث ہیں۔ ملکِ عزیز کو دشمن تباہ کُن حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پُرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آیئے دیکھئے اِن پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(۱) اِسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (بجٹ آمد و خرچ تحریکِ جدید ۱۴-۱۹۶۳ء صفحہ ۳۵) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ (ہفت روزہ طاہر لاہور ج ۵ ش ۲۳ صفحہ ۱۵)

(۲) اِسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ ہوتا ہے۔ (۱۴ر جنوری ۱۹۸۶ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(۱) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر آنجہانی نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ "اکھنڈ ہندوستان" بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ر مئی ۱۹۴۷ء)

(۲) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(۱) امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(۲) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں "امریکی سفارت کار دل" کا ربوہ میں تین بار آنا۔ مرزائی قیادت سے علیحدگی میں ملاقاتیں جس کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (حالیہ اخبارات۔ جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دُنیا بھر کے یہودی، مسلمان اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروفِ کار ہیں۔ اسی طرح قادیانی جماعت "سیاسی پناہ" کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرونِ مُلک بھجوا رہی ہے۔ اِن تخریب کاروں کے آنے جانے کا یہ عمل مسلسل کئی سال سے جاری ہے۔

اِن حالات میں

حکومتِ پاکستان اپنی ذمّے داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ، سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت (ملتان، پاکستان)**